فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھداھم اللہ واولٰئک ھم اولوا الالباب

الحمد للہ تعالیٰ کہ مسئلہ لاؤڈ اسپیکر یعنی لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تکبیرات امام سنکر اقتداء

کرنیکے جواز پر مدلل و مبرہن فتویٰ المسمّیٰ

باسم تاریخی ________ ۱۳۷۵ھ

# مُکبّر الصّوت یُسرُ وَقت

تالیف منیف مفتی اعظم فقیہ افخم بحر زخار غیث مدرار مولانا ابو الخیر

محمد نور اللہ النعیمی صاحب ادام اللہ تعالیٰ سر اوقات برکاتہ بانی و مہتمم دار العلوم

حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری



طبع گردید

ناشر ابو الضیا محمد باقر نوری صدر المدرسین دار العلوم ہذا و صدر بزم

حزب الرحمن بصیر پور

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ کہ اگر امام امامت سے پہلے لاؤڈ سپیکر نصب کرا دے کہ تکبیر تحریمہ و انتقالات سے وہ مقتدی جو دور ہوں مطلع ہوتے رہیں تو کیا شرعاً ان مقتدیوں کی نماز ہوگی جو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ مطلع ہو کر افعال نماز میں متابعت امام کرتے رہے ہیں۔ بعض علمائے کرام فساد نماز کا حکم لگاتے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ جو آواز سنائی دیتی ہے " نئی آواز ہے اور صدا ہے اور امام کی آواز نہیں تو یہ من لم یدخل فی الصلوٰۃ کی اقتداء بنی جو مفسد نماز ہے کما فی الشافی ایک بہت بڑے عالم نے تو اسے جزئیہ صریحہ لاؤڈ سپیکر کا حکم دیا ہے اور ایسے ہی یہ تلقن من الخارج بنتا ہے یعنی جو نماز میں شریک نہیں اس سے افعال نماز کی ادائیگی میں استفادہ ہے اور یہ بھی مفسد ہے صدا سے سجدہ تلاوت کی آیت سنی جائے تو سامع پر سجدہ لازم نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ ان مقتدیوں کی نمازیں فاسد ہیں اور اگر امام ہی کی آواز ہو تو پھر بھی چونکہ اس میں جہر مفرط پایا جاتا ہے جو مفسد نماز ہے لہذا نمازیں نہ ہوئیں اور لاؤڈ سپیکر کا استعمال نماز میں حرام ہے جو کرے اس پر توبہ فرض ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں کیا قرآن کریم سے جو بلحاظ دعوائے تبیاناً لکل شیٔ اس کا کوئی حل نہیں ملتا؟ احادیث شریفہ سے کوئی ہدایت نہیں ملتی؟ پھر اجماع امت اور اجتہاد مجتہدین سے بھی واضح ثبوت نہیں ملتا؟ بینوا توجروا ماجورین من رب العلمین۔ السائل ابو النصر گل

عــہ ایک بہت بڑے اور مشہور مدرسے کے صدر المدرسین نے کہا تھا میں کسی ایسے شخص کی آواز سننے جو داخل نماز نہو استفتاہ کہ بالاتفاق فقہاء مفسد نماز ہے عــہ ایک بہت بڑے مناظر اور مدعی تحقیق نے کہا کہ جب بحکم فقہ صدا سے آیت سجدہ سننا سجدہ واجب نہیں کرتا تو اسکی اتباع کر کے اقتداء کیونکر صحیح ہو سکتی ہے بلفظہٖ عــہ انہیں بہت بڑے مناظر صاحب نے فرمایا عین نماز میں اس کا استعمال کرنا انجاکہ عوام مسلمین کی نمازوں کے بطلان و فساد کا سبب ہو گا گناہ و حرام ہے۔ جن منتظمین مساجد و عیدگاہ نے ایسا کیا ان پر توبہ فرض ہے (الی ان قال) تو نیچریوں، آزاد خیالوں، نئی روشنی کے پرانے نمک حلالوں کی طرف سے نماز میں اس آلے کی جو ضرورت بتائی جا سکتی ہے وہ بذریعہ مبلغین شرعی طریقے پر پوری ہو جاتی ہے۔ "

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للّٰه الذی نزل الکتٰب تبیانا لکل شئ وتفصیل الکتٰب

وبشر عباده الذی یستمعون القول فیتبعون احسنه فی کل باب اولٰئک الذین هداهم اللّٰه واولٰئک هم اولوا الالباب وصلی

وسلم علی حبیبه الذی علمه مالم یکن یعلم وکان فضله علیه عظیما بلا ارتیاب فانبأ ما کان ومایکون الی یوم الحساب فحفظ من حفظ

ونسی من نسی لیصیب مجتهد به الصواب ثوابا علی ثواب وعلی الاخیار آله واصحابه خیار اصحاب الکلام فی سوال وحرر جواب بنصوص من الکتاب والسنة واجماع الامة واجتهاد الائمة ولی

الخطاب اما بعد فقیر ابوالخیر محمد نور اللّٰه نعیمی خادم طلباء دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور عرض پرداز کہ قرآن

کریم کا تبیانا لکل شئ ہونا اور احادیث شریفہ کا علوم اولین وآخرین پر احتواء بلا شک وشبہہ وگنجائش ریب یقیناً

صحیح وثابت ہے انقضائے زمانہ تک پیش آنیوالے تمام امور وواقعات کے متعلق شرعی احکام بھی موجود اور

قواعد کلیہ وضوابط جلیہ بھی مشہود ہیں چنانچہ آیات متواترہ ومتکاثرہ اور احادیث متظاہرہ ومتوافرہ سے یہ

کلیہ بھی نہایت ہی محقق طور پر ثابت ومبرہن کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے ۔ یعنی جبتک دلائل شرعیہ سے کسی

شئی کی حرمت وممانعت ثابت نہ ہو حلال وجائز الاستعمال رہتی ہے اس پر کوئی گرفت نہیں ہوتی کہ عفو عام کے ماتحت

ہے قرآن کریم نے صاف صاف تصریح فرمادی عفا اللّٰہ عنہا احادیث طیبہ نے توضیح وتشریح فرماتے

ہوئے ماعفا عنہ کا وسیع شاہراہ دکھادیا مفسرین کرام ومتکلمین عظام اساطین ملت ومقتدیان مذہب نے

اس قاعدہ کثیرۃ الفائدہ کو استدلال واستعمال سے شمس اصف النہار کیطرح نہائت ہی نمایاں واضح بنادیا

تو روز روشن کی مانند معلوم ہوا کہ صورت مسئول عنہا میں جواز استعمال لاؤڈ سپیکر ثابت ہے اور منافی جواز نماز

---

خلق لکم مافی الارض جمیعا (سورۃ البقرۃ) قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ (سورۃ اعراف) وماکان اللّٰہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتی یبین لھم

مایتقون (سورۃ التوبہ) وغیرہ من الآیات والاحادیث التی لا تخفی ۱۲ سورۃ المائدہ ترمذی ابن ماجہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللّٰہ تعالیٰ

عنہ سے مرفوعاً ہے حلال وہ ہے جسے اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جسے اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا

وماسکت عنہ فہو مما عفی عنہ جس چیز کا ذکر صراحۃً نہ کیا یعنی حلال وحرام نہ فرمایا تو وہ ان چیزوں سے ہے کہ معاف فرمایا ہے ان سے یعنی مباح ہیں سنن

بیہقی میں ہے فقد عفا عنہ او یا سکی ج ۱۰ میں ہے فہو عفو اور حضرت ابو درداء رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع میں سنن بیہقی ج ۱۰ مستدرک حاکم ج ۲

پر ہے وماسکت عنہ فہو عافیۃ فاقبلوا من اللّٰہ العافیۃ فان اللّٰہ لم یکن نسیا ثم تلا ہذہ الآیۃ وماکان ربک نسیا قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

واقرہ الذہبی حضرت ابو ثعلبہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً اور مرفوعاً ہے وسکت عن اشیاء رحمۃ لکم لیس نسیان فلا تبحثوا عنہا بیہقی ج ۱۰ و ج ۱ حضرت

ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے ابو داؤد ج ۲ مستدرک ج ۴ میں موقوفاً ہے ...

نہیں کہ استعمال و استفادہ مذکورہ کی حرمت و ممانعت کسی آیت یا حدیث اور اجماع امت و قیاس مجتہد سے قطعاً ثابت نہیں حضرات علمائے کرام باوجود سعی بلیغ اور تفتیش کامل کے کوئی وجہ حرمت و ممانعت حسب قواعد مقررہ شرعیہ نکال نہ سکے البتہ بعض حضرات بناء بر وجوہ مذکورہ سوال احتیاطاً پرہیز فرماتے رہے بلکہ بعض نے صریح لفظ حرام کا اطلاق فرمادیا اور لزوم اعادۂ نماز و فرضیت توبہ کا فتویٰ دیدیا حالانکہ عند التحقیق ان وجوہ سے کوئی ایک وجہ بھی ایسی نہیں جسمیں اثبات حرمت شرعیہ کی ذرہ بھر بھی تاب و تواں ہو کما یستفیح بحسن توفیقہ تعالیٰ پھر قرآن کریم و احادیث شریفہ سے بداہۃً یہ قاعدہ بھی ثابت کہ فاعل مختار کا وہ کام جو کسی آلہ غیر مختار کی وساطت سے انجام پائے فاعل مختار کا ہی کام شمار ہوتا ہے نہ یہ کہ واسطہ حد وساطت سے بڑھتے ہوئے فاعل بن جائے اور فاعل معطل رہ جائے کتابت بواسطۂ قلم انجام پاتی ہے مگر کاتب وہی ہوتا ہے جو قلم چلاتا ہے قرآن کریم نے فرمایا یکتبون الکتب بایدیھم پ ۱ ع ۹ جنگ میں دشمن کا زخمی کرنا اور مارنا وساطت اسلحہ سے ہوتا ہے مگر قرآن کریم مقاتلین کا فعل قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم پ ۱۰ ع ۸ حتی کہ اسلحہ کا شمار قوت مجاہدین کے ماتحت افراد میں ہوا فرمایا واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ پ ۱۰ ع ۳ حتی کہ جن ظالموں نے ہٹ دھرمی سے واسطہ کی فاعلیت کا اعتبار کرتے ہوئے اپنی براءت کا دم بھرا جدید بنادیئے گئے ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ہ پ ۱ ع ۸ حدیث شریف نے صاحب المجن وغیرہ کی بھی سزائیں بیان فرمائیں الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث اور عرف عام کا بھی یہی تقاضا ہے تیر و تلوار وغیرہ اوزار کو مسلمان تو مسلمان کوئی کافر سے کافر بلکہ بالکل ہی اجہل اجہلہ بھی قاتل قرار نہیں دے سکتا حالانکہ شرعاً بھی عرف کا اعتبار ہے حکم آیا و امر بالعرف پ ۹ ع ۱۴ تو اس ضابطۂ مضبوطہ کی رو سے بھی وہی جواز نہایت ہی نمایاں طور پر ثابت ہو گیا کہ لاؤڈ سپیکر بھی آلہ غیر مختار ہے تو حسب القاعدہ اسکے ذریعہ جو آواز امام سنائیگا وہ امام ہی کی آواز ہوگی اور امام ہی متکلم و فاعل ہوگا نہ یہ کہ امام کو معطل کرتے ہوئے

لاؤڈ سپیکر فاعل و متکلم بن جائے اور مقتدی بجو دریں وہ لاؤڈ سپیکر کے مقتدی اور متابع قرار پائیں اور چونکہ لاؤڈ سپیکر
قصد ذکر و نماز نہیں کرتا تو من لم یدخل فی الصلوٰۃ بنا اور من لم یدخل فی الصلوٰۃ کی اقتدا او مفسد نماز ہے تو ان مقتدیوں
کی نمازیں نہ ہوئیں بلکہ بفضلہ وکرمہ تعالیٰ قرآن کریم سے بالخصوص بذریعہ و واسطہ غیر مختار آواز پہنچانیکی صورت میں
آواز پہنچانیوالے مختار کا ہی فاعل و داعی ہونا اور تعمیل کرنیوالوں کا اسی داعی کا متبع ہونا صراحۃً ثابت و واضح ہے۔
حضرت اسرافیل باذنہ تعالیٰ کرناء کے ذریعہ بلائینگے تمام مردے زندہ ہو کر انکی طرف دوڑیں گے مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا
واستمع یوم ینادی المناد پ۲۶ ع۱۶ یوم یدع الداع الی شیء نکر ذالک مھطعین الی الداع پ۲۷ ع۶ نیز فرمایا یومئذ
یتبعون الداعی لا عوج لہ پ۱۶ ع۱۴ کسی بھی مفسر نے ان آیات میں الداعی یا المنادی کی تفسیر صور سے نہیں فرمائی بلکہ اکثر
نے اسرافیل اور بعض نے جبرائیل وغیرہ ملائکہ سے تعبیر فرمائی تو اس سے مسئلہ زیر بحث کی وضاحت اور بھی زیادہ ہوگئی
کہ اسرافیل کرناء کو منہ میں لیکر پکاریں گے تو انکی آواز صرف کرناء کے ذریعہ ہی سنی جائیگی اور اسکے باوجود کرناء کی اتباع
نہیں ہوگی بلکہ اسرافیل کی اتباع فرمایا تو لاؤڈ سپیکر جو تمام آواز کا احاطہ نہیں کرتا کسطرح متبوع بنگیا تو ماہ نیم ماہ و مہر
نیم روز کیطرح واضح و ہویدا ہوگیا کہ لاؤڈ سپیکر امام کی اتباع و اقتداء کا ذریعہ محضہ ہے جسکی حرمت کسی دلیل شرعی سے
ثابت نہیں اور انما جعل الامام لیؤتم بہ کا مقصد مقدس پورا کرنیکا ایک سبب اور وارکعوا مع الراکعین کی معیت مخصوصہ کے
ذرائع استحصال سے ہے تو کم از کم مباح بلکہ مستحسن ضرور ہوگا اور مبلغ و مکبر کا مستحسن و احسن ہونا مانع نہیں کہ تعدد اسباب
قطعاً جائز ہے اور علمائے کرام لا مزاحمۃ فی الاسباب فرمایا کرتے ہیں ورنہ بوجہ تعدد مبلغین تبلیغ مبلغ بھی ممنوع ہوگا ولا
یقول بہ عاقل او موجب اتباع و اقتداء امام ہے تو نمازیں جائز ہو گئیں رہا ان حضرات کا فرمانا کہ نئی آواز ہے اور صدا
ہے اور امام کی آواز نہیں تو یہ من لم یدخل فی الصلوٰۃ کی اقتداء بنی جو مفسد نماز ہے تو نہایت ہی ادب سے معروض کہ
"امام کی آواز نہیں" سے مراد کیا ہے اگر یہ مراد ہے کہ وہ ایک آواز متشخص بتحریک زبان سے پیدا ہوئی بعینہ لاؤڈ سپیکر
کے ذریعہ کانوں میں نہیں آئی تو اس میں لاؤڈ سپیکر بیچارے کی کیا تخصیص ہے بلکہ جو آواز بھی مقتدیوں کے کانوں میں

جاتی ہے اگرچہ لاؤڈ سپیکر کا واسطہ نہ ہو تو وہ وہی پہلی متشخص و متوحد آواز امام بعینہ نہیں ہوتی کہ متوحد متشخص بعینہ
کا ایک ہی وقت میں صدہا کانوں اور مکانوں میں پہنچ جانا ممکن ہی نہیں بلکہ اس پہلی آواز سے ہواؤں کے تموجات کے ذریعہ
بکثرت نئی آوازیں پیدا ہو کر پہنچتی ہیں مثلاً امام سو مقتدیوں کی امامت کرتے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہے اور تمام مقتدی بمع
امام دونوں دونوں کانوں سے بیک وقت سن لیتے ہیں تو یہ نہیں کہ وہ ایک تکبیر ایک ہی رہتے ہوئے بیک وقت دو سو ۲۰۰
کانوں میں داخل ہو گئی بلکہ اسی وحدت تکبیر سے یہ کثرت پیدا ہوئی کہ سب کانوں میں جلوہ گر ہو گئی و ذا بدیہی اجلی فلیبین
فی مظانہ من شروح المواقف وغیرہ تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نماز باجماعت کی صورت میں مطلقاً کسی مقتدی کی نماز نہیں ہوتی
کہ نئی آواز کی اقتداء مفسد نماز ہے بلکہ حسب القاعدہ وہ سب امام ہی کی آوازیں ہیں جو وساطت آلہ غیر مختار تموج ہوا یہ
سے ظاہر ہوئیں اور ایسے ہی لاؤڈ سپیکر بھی واسطہ غیر مختار ہے تو اس سے سنی گئی آواز بھی امام کی آواز ہو گی جو
مفسد نماز نہیں اور اگر "امام کی آواز نہیں" سے مراد یہ ہے کہ وہ اس پہلی متشخص آواز امام کے بالکل متغائر ہے یعنی اسکی وجہ
سے جو ہواؤں کا تموج پیدا ہوا ور کثیر التعداد آوازیں نہیں ان تمام سے الگ تھلگ ہے اور صدا کہنا ظاہر کرتا ہے کہ
یہی مراد ہے تو معروض کہ یہ سراسر واقعات کے خلاف ہے سرسری اور سطحی نظر سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ لاؤڈ سپیکر
اسی تموج ہوا یہ والی آواز کو ہی ایک طرف سے پکڑ کر طاقتور بناتے ہوئے دوسری طرف سے نکال دیتا ہے اسکے مدخل
و مخرج اظہر من الشمس ہیں پھر ماہرین فن متعلق انکا حسب القاعدہ اسمیں قول فیصل ہو گا کما قالوا فی اختلاف فساد
الصوم وعدمہ بادخال المائع فی الاحلیل وغیرہ من المسائل ابھی یہی کہتے ہیں تو صدا کیسے بنی کہ وہ تو ہوائے متموج
حامل صوت کی کسی جسم املس یعنی دیوار وغیرہ سے ٹکرا اور مصادمت سے پیدا ہوتی ہے کہ ہوا کو گذرنے کا رستہ
نہیں ملتا تو وہیں سے ٹکرا لیتی ہوئی واپس ہو جاتی ہے اور اس ٹکراؤ سے ہی سخت آواز مشابہہ آواز محمول سنائی
دیتی ہے کما فی دستور العلماء وغیرھا و ذا ایضاً محسوس مشاہد اور اگر بالفرض صدا ہی بن جائے تو پھر بھی مانع جواز
نماز نہیں کہ حضرات مانعین صدا کو اسلئے مانع جواز اقتداء کہتے ہیں کہ صدا سے آیت سجدہ سنی جائے تو فقہائے

کرام فرماتے ہیں کہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ صدا غیر معتبر ہے تو اسکی اقتداء بھی جائز نہیں ہوگی تو بصد ادب معروض کہ یہ استدلال محض پا در ہوا ہے اور اسکا بطلان وجوہ کثیرہ سے نہایت ہی نمایاں ہے اگر وجوب سجدہ تلاوت معیار جواز اقتداء ہے تو مبلغ کی اقتدا بھی جائز نہیں رہیگی کیونکہ یہ صدا تو بظاہر محض تخریج بعض مشائخ کرام ہی ہے اور یہ مسئلہ کہ مقتدی آیت سجدہ تلاوت کرے تو امام اور دوسرے مقتدی بھی سجدہ تلاوت نہ کریں صراحۃً ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت ظاہرہ ثابت ہے تمام کتب فقہیہ میں موجود ہے امام محمد علیہ الرحمۃ کی جامع صغیر ص۱۶ و جامع کبیر ص میں بھی ہے والنقل من الصغیر

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رحمہم اللہ تعالیٰ فی رجل قرأ سجدۃ خلف الامام قال لا یسجدھا الامام

ولا ھو ولا احد من القوم ولا اذا فرغوا ۔ اھ اسمیں صرف عدم وجوب کا حکم نہیں بلکہ سجدہ سے نہی ہے جو مانع جواز ہے تو ان حضرات کے قول پر لازم کہ مبلغ کی اقتدا بھی لاؤڈ سپیکر کیطرح جائز نہ رہے ولا یقول بہ احدٌ پھر کتب فقہیہ معتمدہ سے ثابت کہ حائض و نفساء و جنب و محدث مجنون و صبی ۔ نائم و سکران بلکہ کافر بھی آیت سجدہ پڑھیں تو سننے والے پر بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے تو بحکم معیار مفروض مذکور لازم کہ انکی اقتداء سے نماز بھی جائز فرمائیں ولا یقولون بہ قطعاً تو ثابت ہوا کہ وجوب سجدہ تلاوت وجوداً و عدماً کسی صورت میں بھی معیار جواز اقتداء نہیں اور اگر بالفرض معیار ہوتا بھی تو پھر بھی یوں نہ ہوتا کہ نفی وجوب سے نفی جواز ہو جائے کہ وجوب خاص اور جواز عام ہے اور ارتفاع خاص مستلزم ارتفاع عام نہیں انسانیت کا انتفاء حیوانیت کی نفی نہیں اور اگر آنکھیں بند کرتے ہوئے ضرور ہی معیار قرار دینا ہے تو معروض کہ پھر اسی مسئلہ صدا سے جواز لاؤڈ سپیکر ثابت ہو گیا کہ فقہائے کرام نے وجوب سجدۂ تلاوت کی نفی فرمائی ہے جو بحکم مفہوم مخالف مثبت جواز ہے حالانکہ مفہوم مخالف کتب فقہیہ میں معتبر ہے کما صرح بہ الشامی وغیرہ اور جب سجدہ جائز ہو گیا تو بحکم معیار مسلم نماز میں لاؤڈ سپیکر سے جو آپکے نزدیک صدا ہے استفادہ مذکورہ

مجموعہ رسائل شامی ج ۱ میں ہے والنظم من الرسائل مفاہیم الکتب حجۃ وکذا فی الدر المختار ۔ رسائل و شامی میں ہے المفہوم معتبر فی الروایات اتفاقاً شامی میں ہے مفہوم التصنیف حجۃ ۔ ۱۲

بھی جائز ہو گیا اور ہوا ہی کے ہم بھی قائل ہیں پھر یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ صدا سے سنا جائے تو سجدہ کیوں
نہیں واجب ہوتا تو اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ تلاوت صحیحہ نہیں بدائع ج۱ ص۱۸۶ بلکہ مثال تلاوت ہے (شامی ج۱ ص۷۲۵ وغیرہ)
حالانکہ وجوب سجدہ تلاوت صحیحہ کیساتھ ہی مخصوص ہے لہذا سجدہ واجب نہیں ہوگا اور کلام فقہاء میں اسکے نظائر
بکثرت ہیں مثلاً مسئلہ ثبوت حرمت مصاہرت بنظر مخصوص کہ نظر بلا حائل سے جسطرح حرمت مصاہرت ثابت ہو
جاتی ہے اسطرح کسی شفاف پانی یا شیشہ وغیرہ حائل ہوتے ہوئے نظر پڑ جائے تب بھی یہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے کہ عضو مخصوص ہی پر نظر پڑی ہے مگر جب اسکا عکس شیشہ یا
پانی وغیرہ میں دیکھے تو چونکہ اسنے عکس دیکھا ہے جو اسکی مثال ہے اور خود عضو نہیں دیکھا لہذا حرمت مصاہرت ثابت
نہیں ہوگی کما فی معتبرات المذہب اور ایسے ہی اگر کسی نے حلف اٹھایا کہ فلاں کا چہرہ نہیں دیکھونگا کما فی الفتح والخانیۃ
بہرحال صدا سے سجدہ تو اسلئے لازم نہیں کہ تلاوت صحیحہ نہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ تلاوت تالی کی دلیل بھی
نہیں بلکہ مشاہدۂ صحیحہ کی مضبوط شہادت موجود کہ تالی کی تلاوت کی دلیل ہے اس سے پڑھنے کا یقینی علم ہو جاتا ہے

(۲) متابعت امام کیلئے صرف علم انتقالات ہی کافی ہے کہ وجوب متابعت تو اقتدائے امام سے ہی
ثابت ہو جاتا ہے اب افعال امام کا علم چاہیئے جو دیکھنے یا کسی اور قرینے سے ثابت ہو جائے) کہ متابعت کرتا جائے
اور امام یا مبلغ کی تکبیرات سنکر ہی انتقالات کا جاننا ضروری نہیں ورنہ شریعت غرّا امام پر لازم کر دیتی کہ تکبیرات
کا جہر کرے اور مقتدی زیادہ دور ہوں تو مبلغ مقرر کر دے حالانکہ یہ صرف مسنون ہی ہے کما فی الدر والشامی ومراقی
الفلاح وغیرہا بلکہ سلف صالحین کے زمانہ میں یہ جہر امام ایک مرتبہ یوں متروک ہو چکا تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی
عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے انکے جہر بالتکبیرات کی شکایت کرتے
ہوئے لفظ احمق کا استعمال کیا کما فی الحدیث عند البخاری وغیرہ نیز شرع مطہر حکم فرماتی کہ بہرے کی نماز باجماعت جائز نہیں
دوبارہ ادا کرنا اسپر فرض ہے اور اگر الطی جواز اقتداء میں ہوتا کہ بہرہ نہ ہو تو معلوم ہوا کہ مقتدی کیلئے حصول علم انتقالات

---

شامی ج۱ ص۷۰۸ (۲) در المختار وشامی ج۱ ص۵۱۸ منحۃ الخالق ج۱ ص۳۳۲ ایں بیان خیر لہٗ میں ہے والنظم من الدرر وعلیہ بانتفاء فتاوی قاضیخان سراجیہ ج۱ ص۵۰ عالمگیری
خلاصۃ الفتاوی ج۱ ص۴۵ ہندیہ ص۱ تنویر الابصار در المختار ج۱ ص۶ منحۃ الخالق ج۱ ص۳۴۴ نور الایضاح مراقی الفلاح ص۲۴۵ ایں ہے والنظم

امام ضروری ہے جو سماع تکبیرات امام و مبلغ یا دیکھنے یا کسی اور قرینے سے ثابت ہو جائے اور جب صدا سے بھی یہ علم حاصل ہو جاتا ہے تو اسمیں کیا حرج ہے بلکہ اسمیں مطلوب شرعی علم انتقالات امام کا حصول ہے بلکہ اس کا جزئیہ صریحہ موجود کہ حاشیہ میں دیگر کتابوں سے ثابت ہو چکا کہ مطلق سننے یا دیکھنے سے حال امام معلوم ہو جانا بالاجماع صحت اقتداء کیلئے کافی ہے ان سب کتابوں میں سماع اور رویت مطلق ہے والمطلق حجة قوية فللّٰه الحمد اولاً وآخراً ظاہراً وباطناً اور یہی وجہ ہے کہ کتب فقہیہ میں صرف وجوب سجدۂ تلاوت ہی کی نفی ہے اور عدم جواز نماز کا قطعاً کوئی اشارہ کنایۃً تک بھی موجود نہیں حالانکہ اگر نماز جائز نہ ہوتی تو ضرور تصریح فرماتے کہ اسکی ضرورت نسبت سجدۂ تلاوت زیادہ تھی کہ عدم وجوب سجدۂ تلاوت کا ذکر نہ ہوتا تو یہی ہو سکتا تھا کہ کوئی غیر واجب کو ضروری خیال کرتے ہوئے ادا کر لیتا اور مسئلہ نماز کے عدم ذکر میں تو صدہا نمازوں کا فاسد ہونا اور پھر اس فاسد کو صحیح تصور کرتے ہوئے کروڑہا اہل اسلام کا زیر بار ہو جانا لازم آتا ہے اسکا ذکر مفسدات نماز میں نہایت ہی ضروری تھا ........ اور نہ ہی کسی نے یہ فرمایا کہ جواز نماز باجماعت کی یہ شرط ہے کہ ایسے مکان میں نہ ہو جہاں یقین یا ظن غالب ہو کہ صدا پیدا ہو گی بالخصوص نمازیوں کی کثرت کی صورت میں بلکہ سلف صالحین کے زمانہ سے آج تک بلا نکیر منکر گنبد و محراب والی مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا گو مقتدی بہت ہی زیادہ ہوں رائج چلا آرہا ہے جو صدا والے مکانوں میں جواز نماز پر اجماع عملی ہے جسے اعتبارات متناسبہ کی بنا پر عرف عام۔ تعامل۔ توارث سے تعبیر کیا جاتا ہے جسکی حجیت قویہ کی فقہائے کرام نے تصریح فرمائی اور قیاس واجب الاتباع سے بھی مقدم مانا ہے کما صرح بہ فی مسئلة الاستصناع وغیرہا بلکہ شامی وغیرہ نے مدلل طور پر ثابت کیا کہ عرف عام

---

لقاضیخان ولا یشتبه حال الامام بسماع او رویة صح الاقتداء فی قولهم یعنی کسی سننے یا دیکھنے کے سبب امام کا حال مشتبہ نہو تو سب کے قول میں اقتداء صحیح ہے بدائع صنائع میں ہے وان کان فیه ثقب لایمنع مشاهدة حال الامام لایمنع بالاجماع یعنی اگر دیوار میں کوئی سوراخ ہو جو مشاہدہ حال امام سے نہ روکے تو بالاجماع اقتداء سے مانع نہیں ۱۲

مت کہ متابعت ائتمام ہے اور ائتمام کی تفسیر حدیث مشہور انما جعل الامام لیؤتم به میں بایں کلمات طیبات ہے فاذا کبر فکبروا واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا رواه مسلم عن ابی هریرة وكذا من غير وغیرہ مسلم روی ایضاً اور کریمۂ فارکعوا مع الراکعین سے بھی مستفاد ہے اور کتب فقہیہ میں بھی یہی تفصیل ہے جو صرف علم سے ادا ہو جاتا ہے ۱۲

سے تخصیص نص بھی ہو سکتی ہے اور ایسے ہی موقع میں العمل باثبت من الحدیث فرمایا جاتا ہے اور ایسے ہی گنبد و محاریب کا بنانا بھی صاف صاف دلیل ہوتا ہے ورنہ اہالیان اسلام قطعاً بر جرأت متوالیہ بطریق توارث کبھی نہ کرتے بفضلہ وکرمہ تعالیٰ اس مختصر سی تقریر سے ہی نہایت ہی واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ صدا کے ذریعہ تکبیرات امام سنکر اقتداء کرنیوالے کی نماز بلا شک و شبہہ جائز ہے اور چونکہ لاؤڈ سپیکر سے سنی گئی آواز کو مانعین حضرات داخل صدا قرار دیتے ہیں تو لاؤڈ سپیکر کا مسئلہ بھی اسی اجماع عملی سے حل ہو گیا اس سب تقریر کی ضرورت اسی صورت میں ہے کہ صدا پہلی آواز کا غیر قرار پائے کما ہو المشہور مگر عند التحقیق مغایرت ثابت نہیں کہ صوت کیفیت قائمہ بالہوا کا نام ہے جو تموج ہوا کے سبب سنائی دیتا ہے اور یہ قطعاً مراد نہیں کہ ایک ہی ہوا بعینہ متموج و متکیف بالصوت ہو کر قوت سامعہ تک پہنچا دیتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ پہلی ہوا جو متموج و متکیف بالصوت ہوتی ہے اسکی متجاور ہوا بھی متکیف ہو جاتی ہے اور یونہی ایک سے دوسری متموج و متکیف ہوتی جاتی ہے حتی کہ یہ سلسلہ اس ہوا تک پہنچتا ہے جو کان کے سوراخ میں ہوتی ہے تو وہ بھی متموج و متکیف ہو جاتی ہے تو قوت سامعہ ادراک کر لیتی ہے کما فی المواقف و شرحہ ص۳۲۲ اور جب وہ ہوائے متموج و متکیف پہاڑ یا دیوار وغیرہ کیساتھ ٹکرا کر واپس ہوتی ہے تو وہ کیفیت محمولہ بھی ساتھ ہی واپس لوٹتی ہے جیسے ہمارا شکل کہا جاتا ہے تو اس ہوا میں ایک صوت پیدا ہو جاتا ہے جو پہلے کیساتھ مشابہ ہوتا ہے اور وہی صدا ہے مواقف مع شرح ص۳۲۳ اب اسمیں دو احتمال بنائے گئے ہیں کہ وہ صوت صدا پہلے صوت کا غیر ہے یا وہی ہے شرح مواقف میں پہلے کو راجح قرار دیا پہلے صوت کا غیر اسلئے سمجھا جاتا ہے کہ اسکے بعد سنا جاتا ہے حالانکہ شئی اپنے نفس سے بعد نہیں ہو سکتی اور اسلئے بھی غیر سمجھا جاتا ہے کہ ہوائے متکیف و متموج تصادم کیوجہ سے ٹھہر گئی تو وہ تموج و تکیف بھی باقی نہ رہا تو معلوم ہوا کہ نئے سرے سے پیدا ہوا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ صوت کی تعریف مذکور سے ہی واضح ہوتا ہے کہ اسکا اتحاد شخصی اور جزئی نہیں بلکہ اتحاد بالنوع ہے اور یہی وجہ ہے کہ صدہا کے مجمع میں زید بولے تو ایک ایک سامع حلفیہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے زید کی آواز سنی حالانکہ متوحد جزئی میں کثرت نہیں کہ سب کانوں میں پہنچ جائے اور جب اتحاد بالنوع ہے تو تغایر بھی

وہی معتبر ہوگا جو تغایر بالنوع ہو کما بین فی محلہ تو بعد میں سنا جانا اتحاد بالنوع کے منافی نہیں تو دلیل تغایر نہ رہا اور سکون بوجہ تصادم اس کیفیت محمولہ ہوائے متکیفہ الصوت کے مٹنے کی دلیل نہیں ورنہ کوئی آواز سنی ہی نہ جاتی اسکا سننا ہواؤں کے تموج سے ہے اور تموج کو سکون لازم شرح مواقف و مواقف طبع مصر میں ہے وسبب الصوت القریب تموج الهواء ولیس تموجه هذا حرکة انتقالیة من هواء واحد بعینه بل هو صدم وسکون بعد سکون فهو حالة شبیهة بتموج الماء فی الحوض اذا القی حجر فی وسطه نیز تصادم سے ہوا فنا نہیں ہوتی بلکہ واپس ہوتی ہے تو اسکی کیفیت محمولہ جو عرض ہے ساتھ ہی واپس ہوگی جیسے دوسرے اعراض وکوائف برودت وحرارت ہوا کے تصادم سے نہیں مٹتے پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ کیفیت محمولہ وسکون میں تناقض نہیں کہ جمع نہ ہو سکیں ورنہ لازم کہ کوئی آواز سنی ہی نہ جاتی کہ ہوائے ساکن سوراخ گوش کو لاحق ہی نہ ہوتی والالازم باطل فالملزوم مثلہ بلکہ بفضلہ وکرمہ تعالیٰ قرآن کریم کی آیات کثیرہ واحادیث متکاثرہ سے صراحۃً ثابت کہ آواز باقی رہتی ہے قرآن کریم میں ہے والبقیت الصلحت خیر عند ربک (سورۃ الکهف) وغیر ذلک من الآیات والاصل الحقیقۃ وهو الراجح فی تاویل الاعمال کما بین فی محلہ صحیح بخاری کی سب سے پچھلی حدیث مرفوع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کلمتان حبیبتان الی الرحمن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وغیر ذلک من الاحادیث الکثیرۃ الشهیرۃ اور وزن قیامت کے دن ہوگا تو معلوم ہوا کہ قیامت تک یہ کلمات باقی رہیں گے۔ لسان الاصفیاء رئیس المحققین سید المکاشفین سیدنا محی الدین ابن العربی المعروف شیخ اکبر قدس سرہ العزیز فتوحات مکیہ شریف جلد اول کی فصل ۲۵ میں فرماتے ہیں واما الحروف اللفظیة فانها تتشکل فی الهواء ولهذا تتصل بالسمع علی صورة ما نطق بها المتکلم فاذا تشکلت فی الهواء قامت بها ارواحها وهذه الحروف لا تزال فی الهواء یمسك علیها شکلها (الی ان قال) وتصعد علوا الیه یصعد الکلم الطیب وهذه الحروف الهوائیة اللفظیة لا یدرکها موت بعد وجودها الی ان قال فالجو کله مملوء من العالم یعنی صاحب کشف صور آفاقیہ یعنی حروف لفظیہ ہوا میں متشکل ہو جاتے ہیں اور عجیب ہے کہ جس صورت پر بولے جاتے ہیں سنے جاتے ہیں اور جب ہوا میں متشکل ہو جاتے ہیں تو انکی روحیں انکے ساتھ قائم ہو جاتی ہیں اور یہ

منقول از ماہ طیبہ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ صفحہ ۳

حروف ہوا انکی شکلوں کو قائم رکھتی ہے پھر فرمایا اور بلند ہوتے رہتے ہیں جیسے قرآن کریم میں آیا الیہ یصعد الکلم الطیب ہوا یہ حروف ہوائیہ لفظیہ انہیں موت نہیں آتی موجود ہونیکے بعد پھر فرماتے ہیں کہ تمام فضاء کلام عالم سے بھری ہوئی ہے انہیں صاحب کشف دیکھتا ہے کہ صورتیں قائم ہیں پھر سائنس جدید نے بھی اس نظریہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے بہر حال جب یہ ثابت ہوا کہ آواز باقی رہتی ہے اور ہوا اسکے ساتھ متکیف ہوتی ہے تو ہوا کے تصادم و سکون سے وہ بھی متصادم و ساکن ہوگی اور ہوا کے رجوع سے راجع تو مغایرت اول و راجع کہاں سے آگئی رہا یہ سوال کہ صدا نسبۃ بلند کیوں ہو جاتی ہے تو اسکا سبب اظہر من الشمس ہے کہ صدا تب پیدا ہوتی ہے جب ہوا کسی عریض و طویل چیز پہاڑ و دیوار وغیرہ سے ٹکرائے اور پہلے واضح ہو چکا آواز کو اٹھانے والی ہوائیں بکثرت ہوتی ہیں جو ہر سمت کے تمام حصول میں پھیل جاتی ہیں کہ تب ہی صدا اشخاص معاً بکثرت سن سکتے ہیں تو اس تصادم میں صرف ایک ہوا کا تصادم نہیں بلکہ اس سمت میں پھیلی ہوتی سب متحاذیہ ہواؤں کے بیک وقت بکثرت تصادمات ہو جاتے ہیں اور یوں تصادم اسی صورت محمول میں قدرہ شدت پیدا ہو جاتی ہے اور اجتماعات اصوات تصادمات نوعیہ جو بہائت، متشابہ متناسب ہوتے ہیں شدید قسم کا آواز سنائی دیتا ہے جیسے کئی موذن ملکر اذان کہیں تو باوجودیکہ انکی آوازیں کافی مختلف ہوتی ہیں مگر پھر بھی بوجہ یگانگی وقت اتحاد کلام و اتفاق اور بہت دور تک سنائی دیتی ہے اور چونکہ صدا کے جانے میں مسافت زیادہ طے کرنی پڑتی ہے تو لامحالہ صوت صدا بعد میں مسموع ہوگی اور صوت اول منہ سے نکلتے ہی کان تک پہنچ جاتی ہے کہ مسافت نہایت ہی قلیل ہوتی ہے تو پہلے پہنچ جاتی ہے جیسے لوہا کو ہے پر ہتھوڑا مارے تو پاس کھڑے ہوئے اشخاص اسکی آواز فوراً سن لیتے ہیں اور دور والے بعد میں دور والے لوہے پر ہتھوڑا پڑنا پہلے دیکھتے ہیں اور سنتے بعد میں ہیں حالانکہ پاس والوں کا دیکھنا اور سننا اکٹھا ہوتا ہے بہر حال جب صدا اسی صوت اول کے نوع سے ہے تو من حیث النوع یہ دونوں متحد ہوئے اور چونکہ من حیث التشخص متمائز ہیں تو متغائر بھی ہونگے جیسے یہ تغائر و اتحاد صدا بننے سے پہلے بھی تھے مگر متغائر شمار نہ ہوئے تو اب بھی متغائر شمار نہ ہونگے تو واضح ہوا کہ شرح مواقف کے دو احتمال نزاع لفظی کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب صدا

صوتِ اول ہی ہے تو اقتدائے غیر کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جوازِ نماز واضح ہوگیا لہٰذا مساجد کے گنبدوں کا اور گنبددار مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنیکا رواج بلا انکار اہل اسلام میں شائع ذائع ہوگیا اور سجدہ اسلئے واجب نہیں ہوتا کہ وجوب سجدۂ تلاوت پہلے ہی کلام ائمہ کی نظر میں مختلف فیہ ہے امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک واجب نہیں تو دلیل قوی درکار ہے حالانکہ صدا میں غیریت کا ایسا احتمال ہے جسے قوی بتایا گیا ہے اور اس احتمال سے تلاوت صحیحہ نہ ہوگی واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال موجود ہے تو وجوب ثابت نہیں ہوگا مگر حق اقتداء میں یہ احتمال مضر نہیں کہ اگر بالفرض غیر ہی ہو تب بھی چونکہ شبیہ اول ہی ہوتا ہے تو امام کے انتقالات کی دلیل قوی بن جائیگا اور یہی کافی کہ وجوب اقتداء کو متابعت پہلے ہی سے ثابت ہے فثبت المطلوب۔[۲] نہیں کیا تو اس حالت میں اسکی اقتداء مفسد نماز بنے گی کہ وہ من لم یدخل فی الصلوٰۃ کی اقتداء ہے اور چونکہ لاؤڈ سپیکر بھی قصد ذکر سے تکبیر تحریمہ نہیں کہتا بلکہ اہلیت قصد ہی نہیں رکھتا تو یہ بھی من لم یدخل فی الصلوٰۃ بنا بلکہ دخول فی الصلوٰۃ کی بھی اہلیت نہیں رکھتا اس سے تکبیرات سنکر رکوع و سجود وغیرہ کرنا اقتدائے من لم یدخل فی الصلوٰۃ بنی جو مفسد ہے حضراتِ مانعین کی یہ نکتہ نوازی نہایت ہی تعجب انگیز و حیرت افزا ہے من کا اطلاق تو ذوی العقول پر آتا ہے حتی کہ یہ بے عقل حیوانات جو زندہ اور احساس و حرکات اختیاریہ رکھتے ہیں ان پر بھی من کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ ما کہا جاتا ہے تو یہ لاؤڈ سپیکر جو صرف بے عقل نہیں بلکہ حس و حرکت بھی نہیں رکھتا من کا مصداق کیسے بنا اور اسکا مقتدا بنکے ذوی العقول بن جانا بھی نہایت ہی عجیب ہے ان ذرہ نوازیوں سے اغماض کرتے ہوئے معروض کہ مبلغ کی آواز چونکہ آواز امام کی یقیناً مغائر ہے کہ مبلغ انسان مختار ہے جس کا شرعاً استقلالاً اعتبار ہے اور آلہ غیر مختار نہیں تو اسمیں دخول فی الصلوٰۃ شرط بنایا گیا اور چونکہ وہ مختار ہے تو اس سے سنکر ادائیگی افعال نماز مجازاً اسکی اقتداء بنی اور لاؤڈ سپیکر چونکہ محض آلہ غیر مختار ہے اس کا قصد و دخول فی الصلوٰۃ کی اہلیت نہ رکھنا ہی دلیل عدم اختیار ہے تو یہ آواز حکماً امام ہی کی آواز بنے گی کیونکہ تو اقتداء بھی امام ہی کی ہوگی تو ثابت ہوا کہ ان حضرات کا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے تو بہرے سے انکا استدلال ہی اٹھ گیا اور بعض حضرات کا یہ فرمانا کہ اگرچہ لاؤڈ سپیکر سے سنی گئی آواز امام ہی کی آواز ہو تب بھی

---

۲ پھر ان حضرات کا لاؤڈ سپیکر بیچارے کو من لم یدخل فی الصلوٰۃ فرمانا اور مقتدا بنانا بھی اس بیجان اور بے حس و حرکت آلہ پر کمال مہربانی ہے اسکی تقریر انکے نزدیک یوں ہے کہ مبلغ چونکہ غیر بہ صرف اعلام ہی کی غرض سے کہتا ہے وہ نماز میں داخل نہیں ہوگا کہ دستے قصد ذکر

لاؤڈ سپیکر کے قاصدِ ذکر و داخل فی الصلوٰۃ نہ ہونے کے سبب نماز نہیں ہوگی کہ یہ اسکی اقتداء ہے جو مانع جوازِ نماز ہے تو معروض کہ حضور جب امام ہی کی آواز سنی جارہی ہو تو لاؤڈ سپیکر کی اقتداء کیوں بنے گی ؟ مقتدیاں بیرون مسجد دروازہ کے واسطہ سے آواز امام سنتے ہیں تو وہ دروازہ کے مقتدی ہوگئے انکی نمازیں بھی نہ ہونگی بلکہ اس سے تو لازم کہ کسی مقتدی کی نماز جائز ہی نہ ہو اگرچہ امام کی آواز بلا واسطہ ہی سنکر ادا کر رہا ہو کہ آواز امام بھی یقیناً غیر امام ہے اور اسمیں بھی اہلیت قصدِ ذکر و دخول فی الصلوٰۃ نہیں اور جب اسکو سنکر ادا کر رہا ہے تو یہ اقتداء آواز ہی اور نماز نہ ہوئی والّلازم باطل فالملزوم مثلہ تعجب ہے کہ ایسی بے بنیاد اور نام نہاد دلیلوں سے حرمتِ استعمال مذکور اور فسادِ نماز پھر فرضیت ادا و قضاء وغیرہ فرائض ثابت کیئے جاتے ہیں حالانکہ حرمت و فرضیت کا ثبوت ایسی دلیل شرعی پر موقوف ہے جو قطعی الثبوت والدلالۃ ہو کسی گیارہویں صدی کے قول سے چودہویں صدی کا قیاس قطعاً یہ تاب و تواں ہی نہیں رکھ سکتا کہ فرض و حرام بلکہ واجب و مکروہ تحریمی ہی ثابت کر سکے رہا عذرِ احتیاط تو یہ بھی نہیں چل سکتا کہ جب کوئی مانع نہیں تو احتیاط کا کیا معنی ؟ بلکہ احتیاط کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں اباحت اصلیہ کی بناء پر مباح کہا جائے کہ وہی اصل ہے شامی علیہ الرحمۃ رد المحتار صفحہ ۱۶۴ میں سیدنا الشیخ عبد الغنی النابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل مقر ہیں ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ او الکراھۃ اللذین لابد لھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل وقد توقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع انہ ھو المشرع فی تحریم الخمر ام الخبائث حتی نزل علیہ النص القطعی بلکہ وہ قولِ بطلان نماز باقتدائے من لم یدخل فی الصلوٰۃ جس سے لاؤڈ سپیکر کا حکم نکالا جاتا ہے ؍ قابل التفات ہی نہیں کہ اسکا اطلاق صراحۃً یہ کہتا ہے کہ جو مقتدی امام کے ساتھ ایک ہی وقت میں تکبیر تحریمہ کہے او الحال انہ عند الامام الاعظم افضل وعند الصاحبین جائز تو اسکی نماز نہ ہو کہ اسوقت امام پر لم یدخل فی الصلوٰۃ سچا آرہا ہے تکبیر تحریمہ شرطِ نماز ہے پوری ہونیکے بعد دخل فی الصلوٰۃ سچا آئیگا

کہ مقتدی پر افعال مقتدا کی ادا ضروری ہوتی ہے حالانکہ لاؤڈ سپیکر فاعل نہیں اور نہ ہی اس کے افعال رکوع و سجود بن سکتے ہیں ۱۲

قرآن کریم فرماتا ہے ذکر اسم ربہ فصلی پ۳۰ ع تو اس حالت میں وہی اقتدائے من لم یدخل فی الصلوٰۃ پائی
آرہی ہے تو ناجائز نہ ہوگی ولا یقول بہ عاقل فضلا من عالم اور دلائل شرعیہ صریحہ سے ثابت کہ ایسے اقتدائے غیر حقیقی
من لم یدخل فی الصلوٰۃ کی صورتوں میں بلاشک و شبہ جائز ہے اور اسمیں کوئی نقص نہیں اکابر اصحاب قباء نماز
باجماعت میں تھے انہیں ایک صاحب نے خبر دی کہ کعبہ قبلہ بن گیا ہے تو وہ امام و مقتدی سب کے سب
اس من لم یدخل فی الصلوٰۃ مخبر کی اس خبر پر عمل کرتے ہوئے بیت المقدس سے منہ موڑ کر رو بکعبہ ہوگئے کما فی الصحیحین
وغیرہما اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اعادۂ نماز کا حکم نہ دیا بدائع صنائع ج۱ ص۱۱۹ میں ہے ولم یامرہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاعادۃ بلکہ شامی ج۱ ص۲۸۳ میں ہے واقرہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ہدایہ ج۱ ص۸۴ میں واستحسنہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو حدیث مرفوع تقریری سے ہوا اقتدائے غیر حقیقی من لم یدخل فی الصلوٰۃ بلکہ اسکا استحسان
ثابت ہوگیا اور اسی حدیث کی بنا پر فقہائے عظام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اشتباہ قبلہ کی صورت میں تحری سے غیر
قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہو اور عین نماز میں کسی ذریعہ سے علم ہوگیا تو نماز ہی میں اسطرف پھر جائے اور جو حصہ نماز
کا ادا کر چکا ہے معتبر رہتا ہے باقی ادا کرے بدائع صنائع ج۱ ص۱۱۹ ہدایہ ج۱ ص۸۴ شامی ج۱ ص۲۸۳ وغیرہا میں ہے والنظم
من الہدایۃ وان علم ذلک فی الصلوٰۃ استدار الی القبلۃ وبنی علیہ لان اہل قباء لما سمعوا الخ بلکہ کبیری ص۲۲۱ میں
اسپر مستزاد فرمایا وعلی ہذا انعقد الاجماع تو ثبوت اجماعی مل گیا اور یہ جزئیہ فقہیہ یقینا اس سے عام کہ وہ ذریعہ علم مذکور
کوئی المسلم خارج من الصلوٰۃ ہو بحکم التعلیل المذکور بل اکثر الذرائع تصدق علیہا ایضاً لم تدخل فی الصلوٰۃ ثانیاً کوئی ایسا
شخص نہ پائے جو قبلہ بتائے اور تحری سے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنی شروع کرے بعد ازاں کوئی شخص آکر اسے قبلہ کیطرف
پھیر دے تو اس نابینے کی نماز جائز ہے فتاوی قاضیخاں ج۱ ص۳۹ کبیری ص۲۲۱ شامی شرح منیہ و فیض و سراج سے ج۱ ص۲۸۳
ہندیہ ج۱ ص۳۳ میں ہے والنظم من الہندیۃ الاعمی اذا صلی رکعۃ فجاء رجل وحولہ الی القبلۃ الخ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی

؎ اس سے ملقن فقہی خارج ہوگیا کہ وہ مفسد نماز ہے کما یاتی ۱۲ حاصل موافقت صد یہ ہو تو حصول الملاقات امور متعلقہ نماز ۱۲

کہ جب امام مسافر مقیم مقتدیوں کو نماز پڑھائے تو اُسے چاہیئے کہ جب اپنی دو رکعتیں پوری کر کے سلام کہے تو حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے مقتدیوں سے کہدے اتموا صلاتکم فانا قوم سفر بدائع ص۹۱ ج۱
ہدایہ ص... وغیرہما بالفاظ متقاربہ ہے وینبغی للامام المسافر اذا سلم ان یقول للمقیمین خلفہ اتموا صلاتکم فانا قوم سفر
اقتداءً بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالانکہ اسوقت امام مسافر کی امامت ختم ہو چکی اور بوجہ سلام خارج عن الصلوٰۃ ہو چکا اور
مقتدیوں پر لازم کہ اکیلے اکیلے نماز ادا کریں۔ بدائع ص۹۳ ج۱ میں ہے ثم المقیمون بعد تسلیم الامام یصلون وحداناً (الی ان قال) یجب علیہم الاخرولا

تو اسمیں خارج من الصلوٰۃ کی ہدایت و موافقت پائی گئی۔ خصوصاً اُن مقتدیوں کے حق میں جنہیں امام کا حال پہلے معلوم
نہ تھا یا بھول گئے کہ وہ یہ سنکر ہی باقی دو دو رکعتیں ادا کرینگے۔ بلکہ حضور پرنور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر
المطہر کے آخری دن پیر کے روز جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے وہ نماز میں تھے اور حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے باہر حجرہ مطہرہ میں تھے پردہ اٹھا کر معائنہ فرمایا تو صحابہ کرام زیارت حضور سے اتنے متاثر
ہوئے کہ بوجہ فرطِ مسرت نماز سے نکلنے کا ارادہ کر لیا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ اس خیال سے کہ حضور تشریف لاتے ہیں
پیچھے ہٹنے لگے تو دستِ حق پرست کے اشارہ سے حکم اتموا صلاتکم دیتے ہوئے پردہ لٹکا دیا رواہ البخاری ومسلم عن انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ والاصل عدم الخصوص تو اس اشارہ مبارکہ سے جواز افادہ خارج من الصلوٰۃ واستفادہ داخل فی الصلوٰۃ
مع العمل کی تشریح اور سامر اتمام نماز سے عدم فساد کی تصریح ثابت ہو گئی۔ امام نماز کی کچھ رکعتیں ادا کر چکا تو دو شخصوں
نے ملکر اسکی اقتداء کی جب امام نے اپنی نماز پوری کی اور وہ باقی نماز پوری کرنیکے لئے اُٹھے تو ایک یہ بھول گیا کہ کتنی رکعتیں
رہ گئی تھیں تو اسنے دوسرے کی ادا کا لحاظ کرتے ہوئے پوری کیں تو اسکی نماز درست ہو گئی جبکہ اقتداء حقیقی نہ
کرے کیونکہ یہ اقتداء صوری اور موافقت مستفیدانہ ہے خلاصہ الفتاوی ص۱۴۸ فتح القدیر ص۳۳۲ ج۱ غنیۃ المستملی ص۴۴۸

بحر الرائق ج۱ ص۳۷۳ ہندیہ ص... در المختار رد المحتار عن قاضیخان وغیرہ ص۱۵ میں ہے والنظم للشامی حاصلہ انہ لو اقتدی

اثنان معاً بامام قد صلی بعض صلاتہ فلما قاما الی القضاء نسی احدہما عدد ما سبق بہ فقضی ملاحظاً الآخر بلا اقتداء بہ صح

کما فی الخانیۃ و الفتح حالانکہ انہیں کتابوں میں یہیں تصریح ہے کہ مسبوق جب اپنی رہی ہوئی نماز پڑھتا ہے تو
اسکے ساتھ اقتدا ہو ہی نہیں سکتی وہ منفرد ہوتا ہے فتح القدیر کے کلمات یہ ہیں منفرد حقیقۃً و حکماً اور اسی انفراد
سے معلوم ہوا کہ وہ ایک دوسرے کے شریک نماز نہیں تو یہ حصول اطلاع بلکہ استحصال اسکے ذریعہ ہوا جو
اسکی نماز سے سراسر خارج ہے اور فقہائے کرام نے جواز نماز کا حکم لگایا۔ مریض پر ایسا غلبۂ مرض ہوا کہ رکوع
و سجدہ مشتبہ ہو جاتے ہیں تو اسنے کسی شخص کو اپنے پاس بٹھا دیا کہ جب رکوع سجدہ سے بھولے تو پتہ
دیتا جائے تو اسکی نماز جو ہے فتاوی ہندیہ صفحہ ۱۳۷ میں ہے مصل اقعد عند نفسہ انساناً یخبرہ اذا سہی عن
رکوع و سجود یجزیہ اذا لم یمکنہ الا بہذا بحر الرائق جلد ۲ ص ۱۱۶ میں ہے و لو کان لشتبہ علی المریض اعداد الرکعات او السجدات
لنعاس یلحقہ لا یلزمہ الاداء و لو اداہا بتلقین غیرہ ینبغی ان یجزیہ در المختار میں بھی ایسے مریض کے متعلق یہی
کلمات و لو اداہا الخ میں شامی نے جلد ۱ ص ۱۳ میں اسکی توجیہ یوں فرمائی انہ لیس بتعلیم و تعلم بل ہو تذکیر او اعلام فہو
کاعلام المبلغ بانتقالات الامام اس توجیہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ تلقین و تلقن فقہی نہیں جو تعلیم و تعلم کا نام اور مفسد
نماز ہے جسکی بنا پر سید طحطاوی نے حاشیۃ الدر میں اعتراض فرما دیا کہ مریض علم اعداد رکعات و سجدات
تو اپنے استاد سے پڑھا ہوا ہے مگر بوجہ شدت مرض ضبط نہیں کر سکتا بلکہ یہ تلقین یاد دلانے یا
جتوانے کے معنی میں ہے اور مریض کا تلقن ایسے یاد آجانے یا جان لینے کا نام ہے جو بطور نتیجہ مرتب ہو
حالانکہ یہ سب بلا شبہہ جائز و روا ہے قال اللہ تعالی فنادتہ الملٰئکۃ و ہو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک
بیحیی الآیۃ پ ۳ ع واستدل بہ الحلبی علی جواز الکلام مع المصلی و یلزمہ الفہم بلکہ صحت حواس کی صورت میں
محسوسات کی یاد اور جان کا آجانا ضروری الوقوع ہے عوام و اوساط کا بچنا محالات عادیہ سے ہے اور
ارحم الراحمین فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا پھر شرع مطہر نے یہ حکم بھی قطعاً نہیں دیا کہ کان آنکھ
ناک وغیرہ یوں بند کرے کہ کسی چیز کا احساس ہی نہ ہو کہ اسمیں حرج ہے اور حرج مدفوع ہے کہ ما جعل
اللہ فی الدین من حرج بلکہ کھلا رہنا مطلوب شرعی ہے کہ مقتدی حالات امام کا علم حاصل کرنے ہوئے

متابعت کرسکے اور بوقت ضرورت اصلاح نماز کیلئے لقمہ دے سکے اور امام بے سکے فقہائے کرام نے تغمیض
العین وتغطیۃ الانف کو مکروہ فرمایا اور بکثرت ایسے جزئیات صریحہ ذکر کیئے ہیں جو تذکیر اور اعلام وعلم عام کا جواز
صراحۃً ثابت کرتے ہیں کما سیأتی تفصیلہا باذنہ تعالیٰ فی بیان التلقین بلکہ احادیث صریحہ سے بھی ثابت
کہ وقت ضرورت ایسے علم استحصال عین نماز میں جائز ہے بہر حال روز روشن کیطرح واضح ہوا کہ کسی
کے تذکیر واعلام سے یاد آجانا یا جان لینا منافی نماز نہیں اور جب جائز طریق سے علم آگیا تو ادائیگی افعال
نماز جو اسپر فرض وضروری ہے لزوماً اس علم کے مطابق ہی ادا کریگا ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ دیدہ و دانستہ فرائض
ادا نہ کرے جیسے مبلغ انتقالات امام کا اعلام کرتا ہے اور مقتدی اس سے استفادہ علم کر تے ہوئے ادا کرتا
ہے بفضلہ وکرمہ تعالیٰ دلائل قویہ وجزئیات جلیہ مذکورہ سے امس وشمس کیطرح واضح ہوا کہ بہ قول فساد
نماز بانتفائے غیر حقیقی من لم یدخل فی الصلوٰۃ محض باطل ہے بنائے احکام قطعاً نہیں بن سکتا خود شامی
علیہ الرحمۃ نے بھی اسکا رد بلیغ فرمایا ہے فالق السمع واستمع لقلب شہید شامی علیہ الرحمۃ نے سید حموی
کے رسالہ القول البلیغ فی حکم التبلیغ سے رد المختار میں اس قول کو نقل فرمایا اور قدرے کلام کے بعد فرمایا وقد
اشبعنا الکلام علی ہذہ المسئلۃ فی رسالتنا المسمات تنبیہ ذوی الافہام علی الحکم التبلیغ خلف الامام جسکا ترجمہ
یہ ہے اور مضر ور سیر کیا ہم نے کلام کو اس مسئلہ پر اپنے رسالے تنبیہ ذوی الافہام علی حکم التبلیغ خلف الامام میں
تو ثابت ہوا کہ رد المختار میں یہ مسئلہ نا مکمل ہے اور اس کلام میں سیری نہیں بلکہ سیری کلام وتکمیل رسالہ
تنبیہ ذوی الافہام میں ہے پھر اسکے بعد متصلاً ہذا کے ساتھ متنبہ بھی فرمایا کہ اس رسالہ کا تحقیق مسئلہ کیلئے
دیکھنا ضروری ہے اور اس رسالہ تنبیہ ذوی الافہام علی احکام التبلیغ خلف الامام منسلکہ مجموعۂ رسائل ابن
عابدین کے ۱۴۷ میں اس منقول حموی کے نقل کرنیکے بعد فرمایا والمراد بقول الغزی لانہ اقتدا الخ اسے اقتدا
صوت المکبر لا الاقتداء الحقیقی کما توہمہ بعض المتاخرین یعنی قول غزی لانہ اقتدا الخ میں اقتدا سے
مراد اقتداء حقیقی رجسں میں نماز مقتدی کی بنا نماز مقتدیٰ بہ پیشوا پر ہوتی ہے) نہیں کہ کہا جائے جب

مبلغ کی نماز بھی صحیح ہے نہ ہو تو مقتدی کی نماز جو اسپر مبنی ہے کیسے ہو گی اور اقتداء حقیقی سمجھنا محض بعض متاخرین کا نو اہم ہے اور توہمات پر احکام شرعیہ کی بنیاد ہو ہی نہیں سکتی بلکہ اس اقتداء سے مراد اقتداء مجازی و صوری ہے یعنی آواز مکبر کو تکبیر و انتقال امام کا قرینہ و دلیل سمجھتے ہوئے اسلئے ساتھ ساتھ تکبیر کہے اور افعال نماز ادا کرے کہ میرا امام اسوقت ادا کر رہا ہے نہ یوں کہ ادائے امام سے قطع نظر کرتے ہوئے اسلئے ادا کرے کہ مبلغ ادا کر رہا ہے کہ یہ صورت اتباع و اقتداء حقیقی ہے جو متوہم و منفی اور اسی منقول کے لفظ لیصلی بتبلیغہ سے صراحۃً منتفی ہے کہ یہ تصلوۃ باقتداء بن جائیگی اور تبلیغہ نہ رہیگی و ذا ظاہر جدا اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ اقتداء حقیقی نہیں تو فساد نماز مقتدی کی وہ وجہ مذکور بھی نہ رہی تو وجہ فساد کیا ہے ؟ اسکے متعلق فرماتے ہیں والظاہر ان علۃ فساد من لیصلی بتبلیغہ اجابتہ لغیر المصلی یعنی ظاہر یہ ہے کہ جو اس مبلغ غیر داخل فی الصلوٰۃ کی تبلیغ کے ذریعہ نماز ادا کر رہا ہے اسکی نماز اسلئے فاسد ہے کہ وہ غیر نمازی کو جواب دے رہا ہے پھر کہتے ہیں ویمکن ان یکون المراد بالاقتداء ذلک یعنی ممکن ہے کہ اس لانہ اقتداء والے اقتداء سے مراد ہی غیر نمازی کو جواب دینا ہو بعدازاں بحر الرائق سے تین جزیئے اجابت قولیہ کے مفسد ہونیکے نقل کئے فرماتے ہیں وفی البحر عن القنیۃ مسجد کبیر یجہر المؤذن فیہ بالتکبیرات فدخل فیہ رجل نادی المؤذن ان یجہر بالتکبیر ورکع الامام للحال فجہر المؤذن للتکبیر فان قصد جوابہ فسدت صلوتہ وکذا لو قال عند ختم الامام قراءتہ صدق اللہ وصدق الرسول وکذا

آگے صفحہ ۲۲ پر

؎ حاشیہ [illegible] کہ کسی شخص خارج من الصلوٰۃ کی متابعت صوریہ و موافقت ظاہرہ جبکہ اسکی متابعت مقصود نہ ہو بلکہ مقصود صرف وہ کام کرنا ہو جو وہ خارج من الصلوٰۃ کر رہا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی جامع صغیر ص۱۶ مبسوط ج۱ ص۹۲ بدائع ج۱ ص۱۸۷ سراجیہ ص۱۰ ہدایہ - عنایہ ج۱ ص۲۸۸ خلاصۃ الفتاوی ج۱ ص۱۸۵ کبیری ص۴۱۸ وقایہ متنوع مع شرح ص۲۳ ہندیہ ص۵۹ نور الایضاح مراقی الفلاح ص۳۹۱ تنویر الابصار - در المختار - شامی ج۱ ص۴۲۶ کنز الدقائق بحر الرائق ج۱ ص۱۲ ہیں ہے کہ نمازی نماز میں اپنے غیر سے جو اسکے ساتھ نماز میں نہیں آیت سجدہ سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے اور بعد میں کرے اور اگر نماز میں سجدہ کر لے تو سجدہ ادا نہیں ہوتا مگر نماز بھی فاسد نہیں ہوتی والنظم من البدائع لو سمعہا فی صلاتہ ممن لیس معہ فی الصلوٰۃ لم یسجدھا فی الصلوٰۃ

لما قلنا وان سجدها فیها کان مسیئا لما ذکرنا ولا تسقط عنه السجدة لکن لا تفسد صلوته فی ظاهر الروایة بحر الرائق
میں فرمایا لان زیادة ما دون الرکعة لا یفسدها یعنی اسلیئے فاسد نہیں ہوتی کہ رکعت سے کم کام جنس نماز سے
نماز میں زیادہ کر دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا تو یہ ایسی متابعت صوریہ ہے کہ اسمیں کام بھی نماز کی جز نہیں
تو اگر نماز کی جز کو ایسی متابعت کے ساتھ ادا کرے تو بطریق اولیٰ نماز جائز ہوگی بلکہ یہی آیت سجدہ پہلے
پڑھ چکے پھر سنکر سجدہ کرے تو ظاہر الروایۃ میں سجدہ بھی نہیں لوٹانا پڑتا کہ ادا ہو جاتا ہے ہندیہ میں ہے
هذا اذا لم یقرأ المصلی السامع غیر المؤتم فان قرأها ولا ثم سمعها فسجدها لم یعدها فی ظاهر الروایة کہ اس
سجدہ کا وجوب پہلے ثابت ہو چکا تھا پھر اس غیر کا پڑھنا دوسرا سبب وجوب بنگیا اور حسب القاعدہ دونوں
کیلئے ایک ہی سجدہ کافی ہوگا اور نماز میں ادا کرنا اسلئے معتبر ہو گیا کہ یہ عارضی طور پر نماز کی جز بنگیا تھا تو جب
عارضی جز کی ادائگی اس شخص کی متابعت صوریہ سے جائز ہے جو وجوب کے دوسرے سبب کا ذریعہ بھی ہے
تو مستقل جز کی ادائیگی اسکی متابعت صوریہ سے جو کسی وجوب کا سبب بھی نہیں بنتا کیونکر مفسد ہو سکتی
ہے اور اس مسئلہ میں سجدہ کرنا متابعت صوریہ اسلئے ہے کہ آیت سجدہ کا پڑھنے والا سننے والے کیلئے شرعاً
بمرتبہ امام ہے بدائع ج ۱ ص ۱۸۷ میں ہے التالی بمنزلة الامام للسامعین بلکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے پڑھنے والے کو فرمایا کنت امامنا لو سجدت لسجدنا معك بلکہ عنایہ کفایہ فتح القدیر ص ۴۶۷ میں مرفوع ہے قال
صلی اللہ علیہ وسلم التالی الذی لم یسجد کنت امامنا لو سجدت لسجدنا معك اسی مرفوع و موقوف حدیث کا حاصل
مبسوط و کفایہ میں بایں الفاظ بیان کیا ان التالی امام السامعین کہ پڑھنے والا سننے والوں کا امام ہے تو سامعین
من وجہ مقتدی ہونے کے حکم میں ہوئے اور اسی لیے سنت ہے کہ پڑھنے والا آگے ہو جائے اور سننے والے پیچھے
صف بنا کر سجدہ کریں فتح القدیر ص ۴۶۷ و ص ۴۶۸ میں ہے ولذا کانت السنة ان یتقدم التالی ویصف القوم خلفه
فیسجدون ہندیہ ص ۶۹ بحر الرائق ص ۱۲۷ کبیری ص ۴۶۸ میں اسے مستحب قرار دیا ہے اور یہ فرمایا کہ اس سے
پہلے سر نہ اٹھائیں کہ یہ نماز کے مشابہ ہے ویستحب ان یتقدم التالی ویصف السامعون خلفه ولا یرفعو

اقتداء تشبیہاً بالصلوٰۃ اور گو اقتداء حقیقی نہیں مگر ایسی متابعت ضرور ہے جو شرعاً معتبر اور اقتداء کے حکم میں ہے حالانکہ وہ غیر پڑھنے والا بالکل امام سے الگ تھلگ ہے حتی کہ اگر مقتدی سجدۂ تلاوت کرے تو علماء فرماتے ہیں کہ اسکی نماز ایسے دو اماموں کیساتھ ہوگی جو ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں بدائع ج ۱ صہ ۱۸۰ میں ہے تصیر صلوتھم بامامین من غیر ان یکون احدھما قائماً مقام الآخر وکل ذلک لایجوز باوجود اسکے اسکی متابعت صوریہ سے نماز نہیں ٹوٹتی جیسے بکثرت معتمد کتابوں سے ثابت ہو چکا تو اس متابعت صوریہ خارج من الصلوٰۃ میں جسکی متابعت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی افعال امام کے ماسوا کسی اور فعل کی ادا ہے تو یہاں کیونکر فاسد ہو سکے ہاں اگر متابعت کا قصد کرے تو سجدہ کی صورت میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ نماز فاسد ہو جائیگی کہ متابعت صوریہ نہ ہی بلکہ حقیقیہ واقعیہ بنیگی جو اقتدائے حقیقی کے مشابہ ہے فتاوی خانیہ صہ خلاصۃ الفتاوی صہ ۸۷ ہندیہ صہ ۶۹ المصلی اذا سمع آیۃ السجدۃ من غیرہ وسجد مع التالی ان قصد بہ اتباع التالی تفسد صلوتہ بحر الرائق ج ۲ صہ ۱۲۱ شامی ج ۱ صہ ۲۵۷ میں ہے واللفظ للشامی لان المصلی سواء کان لہ امام اولا اذا تابع احداً غیر امامہ فسدت صلوتہ والمتابعۃ ھنا وان کانت لیست اقتداء حقیقیۃ ولذا صح متابعۃ المرأۃ فیھا ولتقدم السامع علی التالی لکن المتابعۃ فی کل شیئ بحسبہ فلما تحققت المتابعۃ المعتبرۃ فی محلھا اشبھت الاقتداء الحقیقی فافسدت الصلوٰۃ لان متابعۃ المصلی لغیر امام مفسدہ ولذا قال فی البحر بعد عزوہ المسئلۃ الی التجنیس والمجتبیٰ والولوالجیۃ وقدمنا ان زیارۃ سجدۃ واحدۃ بنیۃ المتابعۃ لغیر امامہ مبطلۃ لصلوتہ اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر متابعت مبلّغ کی نیت کرے ادا کرے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اسکا بیان واضح متن میں بھی منحۃ الخالق اور شامی سے آرہا ہے پھر اس میں مبلغ داخل فی الصلوٰۃ اور خارج من الصلوٰۃ کا کوئی فرق نہیں تو معلوم ہو کہ یہ جزئیۂ حموی محض بے حاصل ہے ؎

بقیہ اسکا صہ ۱۶ حاشیہ پر ہے

اذا ذکر فی التشہد الشہادتین عند ذکر المؤذن الشہادتین تفسد ان قصد الاجابۃ انتہی وسیأتی من ھذا النوع مزید فروع اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ نمازی غیر نمازی کو بول کر جواب دے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے دوسرا یہ کہ یہ فاسد ہونا اسوقت ہے کہ قصدِ جواب سے بولے تو معلوم ہوا کہ اگر قصدِ جواب سے نہ بولے حالانکہ وہ قول ذکرِ الٰہی ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی پھر اجابت قولیہ کے چند جزئیات قہستانی وغیرہ سے نقل فرمائے جنمیں فسادِ نماز کا حکم ہے فرماتے ہیں ومثلہ ما اذا امتثل امر غیرہ فلو قال للمصلی تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف احد فجاذب المصلی توسعۃ لہ فسدت صلوتہ فینبغی ان یمکث ساعۃ ثم یتقدم برأیہ کذا فی القہستانی عن الزاہدی ونقلہ فی الدر المختار جازما بہ فی موضعین وتوقف فیہ فی موضع آخر بناء علی ما جزم بہ الشرنبلالی من عدم الفساد لکن نقل الفساد الشیخ ابراھیم الحلبی فی شرح المنیۃ عن کتاب التجنیس وغیرہ ونقل عن ذلک الکتاب ان الاجابۃ بالرأس او بالید مثلہ اور اس سے بھی حسبِ سابق افسادِ اجابت فعلیہ بشرط قصدِ اجابت مستفاد ہوا حلبی علیہ الرحمۃ کا استدراک بایں کلمات ذکر فرمایا لکن قال وقد یفرق بانہا لیس فیہا امتثال امر انتہی جس سے اس فسادِ مستفاد کی تضعیف مقصود ہے بعدازاں حکمِ مستحکم مذہب حنفی نقل فرمایا کہ سر ہلانے کیسا تھ جواب دینے میں کوئی ڈر نہیں فرماتے ہیں والمصرح بہ ان الاجابۃ بالرأس لا بأس بہا اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ اجابت بالفعل علی الاطلاق مفسد نہیں تو پہلا فسادِ مستفاد جسکی بنا زاہدی کے قول پر تھی بوجہ مخالفت مصرح مردود ہو گیا کہ ایسی صورت میں زاہدی کا اعتبار نہیں کما قرر الشامی نفسہ فی العقود الدریۃ وحاشیۃ الدر اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ اجابت فعلیہ کا مفسد علی الاطلاق نہ ہونا مصرح ہے تو فرمایا کہ ہمارے اس مسئلہ پر بحث

سہ رحم اللہ تعالی السید الشامی فلم ینقل الشیخ الحلبی فی شرح المنیۃ الفساد عن کتاب التجنیس بل نقل عن الزاہدی والزاہدی عن کتاب التجانس وکذا لم ینقل عن ذلک الکتاب الشیخ ولا الزاہدی ایضا بل نص الشیخ علی انہ قول الزاہدی نفسہ وایضا فلم یقر الشیخ بل ردہ وھذا نص الشیخ فی شرح المنیۃ وفی احکام القرآن للحلوانی رحمۃ اللہ تعالی ولا باس للمصلی ان یجیب برأسہ ذکرہ الزاہدی وذکر عن کتاب التجانس لو قیل للمصلی تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف احد فجاذب المصلی توسعۃ لہ فسدت صلاتہ لانہ امتثل غیر امر اللہ تعالی فی الصلوۃ وینبغی ان یمکث ساعۃ ثم یتقدم برأیہ قال یعنی نفسہ فالاجابۃ بالرأس

کے متعلق کوئی تصریح کرنیوالا مجھے معلوم نہیں ماسوائے نقلِ حموی عن الغزی کے فرماتے ہیں ولم ار من صرح بخصوص مسئلتنا سوی ما مر عن الحموی اس سے مستفاد ہوا کہ یہ نقل بذاتِ خود قابلِ اعتبار ہی نہیں کہ صاحب المذہب سے حسب القاعدہ تاصیلاً یا تخریجاً ثابت ہی نہیں تو اسکا حکم جزئیاتِ ثابتہ کی روشنی سے معلوم کیا جائیگا حالانکہ یہ فرع اجابت بالرأس جو اجابت بالفعل ہے دوسرے جزئیاتِ اجابت (جنمیں اجابتِ قولیہ بھی داخل ہے) سے اسکے زیادہ مشابہ ہے کہاں دونوں میں اجابتِ فعلیہ ہے فرماتے ہیں وہذا الفرع اشبہ بہما من غیرہ لان الاجابۃ فیہما بالفعل واللہ تعالیٰ اعلم تو روزِ روشن کیطرح ثابت ہوا کہ شامی علیہ الرحمۃ کی نظر میں یہ اقتداءِ صوری اجابتِ فعلیہ ہے[1] اور وہ مفسدِ نماز نہیں[2] اور اگر بطورِ اجابتِ مبلغ نہو حالانکہ حقیقۃً یونہی ہے کہ کوئی عاقل قطعاً یہ قصد نہیں کرتا کہ مبلغ کو جواب دے رہا ہوں بلکہ پیروی امام و ادائیگی افعالِ نماز ہی مقصود ہوتا ہے تو نماز بلاشبہ جائز ہوگئی کہ علتِ فسادِ اقتداءِ مبلغ خارج من الصلوٰۃ تھی بوجہ اجابت اور اجابت پائی نہ گئی تو فساد بھی نہ پایا جائیگا رہا یہ شبہ کہ جب وہ مقتدی مبلغ کی تکبیرات کیساتھ تکبیرات کہتا جاتا ہے اور رکوع و سجود کیساتھ رکوع و سجود کرتا جاتا ہے تو یہ اقتداء و اجابت ہی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب پہلے واضح ہو گیا کہ اس اقتداء سے مراد اقتداءِ حقیقی تو ہے ہی نہیں کہ وہ تو اس مبلغ کی صورت میں بھی نہیں جو داخل فی الصلوٰۃ ہوتا ہے کہ دو اماموں کیساتھ اقتداء ہو ہی نہیں سکتی اور نہ ہی مبلغ جو مقتدی ہی ہوتا ہے مقتدا و امام بنایا جا سکتا ہے بلکہ اقتداءِ صوری و موافقتِ ظاہرہ مراد ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ اجابت بنتا بھی قصدِ اجابت پر موقوف ہے تو بلا وجہ یہ شبہ

---

ص۱۵ اور ردالمحتار میں بھی اس کے پیچھے تصنیف فرمائی کسی اطلاع کا ذکر نہیں البتہ تقریر محمد ابو السعود محشی مسکین شرح کنز کا ذکر فرمایا مگر حموی سے بھی ایک متاخر عالم ہیں اور مصنفِ تفسیر ارشاد العقل السلیم جو بہت بڑے بلند پایہ محقق اور حموی سے بہت پہلے ہوئے ہیں وہ قطعاً مراد نہیں تو اس ایک تقریر مذکورہ سے جبکہ اصل ثابت نہو قوت نہیں آجاتی شامی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ عقود رسم المفتی مشمولہ مجموعہ رسائل ص۲۲ میں فرماتے ہیں قد یتفق نقل قول فی نحو عشرین کتابا من کتب المتاخرین ویکون القول خطأ اخطأ بہ اول واضع لہ فیأتی من بعدہ وینقلہ عنہ وہکذا ینقل بعضہم عن بعض کما وقع ذلک فی بعض مسائل یعنی کبھی یوں اتفاق ہو جاتا ہے کہ ایک قول کی نقل متاخرین حضرات کی تقریباً بیس کتابوں میں آجاتی ہے حالانکہ وہ قول غلط ہوتا ہے اسکے پہلے واضع نے غلطی کی اور پچھلے نے اسی غلطی سے نقل کر دیا اور اسطرح بعض بعض سے نقل کرتے رہے چنانچہ بعض مسائل میں یہ واقع ہوا پھر اسکی کئی نظیریں ذکر کرنے کے بعد ص۲۳ میں فرمایا ولہذا الذی ذکرناہ نظائر کثیرۃ اتفق فیہا صاحب البحر والنہر والمنح والدر المختار وغیرہم

مسلمان عقل مند پابندِ نماز کے متعلق بلا دلیلِ شرعی کرنا جائز ہی نہیں قرآن کریم نے فرمایا ان بعض الظن اثم فقہائے کرام نے فرمایا یجب حمل احوال المسلمین علی الصلاح بلکہ نماز امورِ دیانت سے ہے تو اسمیں امورِ مخفیہ نیت وغیرہ معتبر ہیں کہ ظاہر پر بنا واجب ہو منحۃ الخالق ج ۱ رد المختار ص ۵۸۲ ج ۱ میں بالفاظِ متقاربہ فرماتے ہیں وکون الظاہر انہ حصل بالفتح لا یوثر بعد تحقیق انہ نوی التعلم لان ذلک من امور الدیانہ لا القضاء حتی ینبنی علی الظاہر الا تری انہ لو فتح علی غیر امامہ قاصدًا القرأۃ لا التعلیم لا تفسد مع ان ظاہر حالہ التعلیم وکذا لو قال مثل ما قال المؤذن ولم یقصد الاجابۃ اور یہاں تو ایسے شبہے کی کوئی وجہ بھی نہیں کہ سب امام کے پیچھے ہیں اسی کا اقتداء سمجھا جا رہا ہے جہاں بڑا سخت شبہ واقع ہوتا ہے اور پہلے اقتداء حقیقی بھی ہوتی ہے اور مقام امام ایسا شخص امتیازی شان سے موجود ہوتا ہے کہ اُسے امام سمجھا جاتا ہے اور لوگ اُسکی حقیقی اقتداء کرتے ہوئے نماز ادا بھی کر رہے ہیں مگر بعض ایسے ہیں جو اپنی آدھی نماز تو حقیقی اقتداء سے اسکے پیچھے ادا کر چکے ہیں اور باقی آدھی بھی بصورتِ اقتداء اسی امام کے پیچھے حقیقی مقتدیوں میں مل کر ادا کر رہے ہیں وہاں علماء فرماتے ہیں اگر یہ باقی آدھی نیتِ اقتداءِ حقیقی سے ادا کی ہے تو انکی نماز فساد ہو گئی اور بنیتِ علیحدگی کی کرتے ہوئے ظاہری موافقت سے

۲ تحریمہ خالیًا عن قصد الاحرام کے ساتھ ہی ہے جیسے فی ہذہ الحالۃ ۱۲ ایدد واضح کر دیا

دی سہو منشأها الخطاء فی النقل او سبق النظر بہت علیہا فی حاشیتی رد المختار ۲ اور اسکی بہت نظیریں ہیں کہ مصنفین بحر الرائق ۔ نہر الفائق ۔ منح الغفار در المختار وغیر ہم نے بالاتفاق بیان فرمایا حالانکہ وہ سہو ہیں جو نقل میں غلطی یا سبقتِ نظر سے پیدا ہوئی جن پر رد المختار میں میں نے تنبیہ کر دی ہے پھر فرمایا ناو انظر قلیل الاطلاع ورای المسئلۃ مسطورۃ فی کتاب او اکثر یظن ان ہذا ہو المذہب ویفتی بہ ویقول ان ہذہ الکتب للمتاخرین الذین اطلعوا علی کتب من قبلہم وحرروا فیہا ما علیہ العمل ولم یہتد ان ذلک اغلبی وانہ یقع منہم خلافہ کما سطرناہ یعنی جب نظر کرے تھوڑی اطلاع والا اور ایک یا ایک سے زیادہ کتابوں میں لکھا ہو مسئلہ دیکھ لے تو گمان کرتا ہے کہ بیشک یہی مذہب ہے اور یہ کہتے ہوئے فتویٰ دے دیتا ہے کہ بیشک یہ کتابیں ان متاخرین کی ہیں جو متقدمین کی کتابوں پر مطلع ہوئے اور معمول بہا کی تحریر فرمائی حالانکہ وہ کم اطلاع والا یہ نہیں جانتا کہ یہ اکثری ہے اور یہ بھی نہیں جانتا کہ ان متاخرین حضرات سے اسکا خلاف بھی واقع ہے جیسا ہم تمہارے لئے لکھ چکے ہیں رد المختار ج ۱ ص ۵۰ میں ہے ولا یجوز الافتاء مما فی الکتب الغریبۃ یعنی غیر مشہور کتابوں کے مسائل سے فتویٰ دینا جائز نہیں تو رسالہ مرتبہ حموی پر بطریق اولیٰ ناجائز ہوا پھر علامہ صالح جینینی سے اسی صفحہ اور مجموعۃ الرسائل کے ص ۳۲ میں نہر الفائق ۔ در المختار وغیرہا کے ذکر کے بعد نقل فرمایا ولا یجوز الافتاء من ہذہ الکتب الا اذا علم المنقول عنہ والاخذ منہ یعنی ان کتابوں سے فتویٰ دینا جبکہ منقول عنہ کو نہ جانے اور اس سے اخذ نہ کرے جائز نہیں تو ایک رسالہ سے بدون علم منقول عنہ کیسے جائز ہو گا ؟ تو واضح ہوا کہ علامہ شامی لم ار من صرح بخصوص مسئلتنا سوی ما مر عن الحموی فرما کر ظاہر کر دیا کہ یہ اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اس پر فتویٰ دیا جائے اور اجابت قولیہ کا اسلئے اعتبار نہ کیا کہ اگر تحریمہ نیتِ جواب ہو تو ذکر نہ بنے گی اور نماز سرے سے شروع ہی نہ ہو گی تو یہ بطلان و فساد نماز ہو جیسے ہو اکہ اللہ تعالیٰ کا اسم ذکر نہیں کیا نہ بوجہ اقتداء من لم یدخل فی الصلوٰۃ اور یہ مکہ اس لانہ اقتدا بمن لم یدخل الخ تما اصالۃ تعلق تکبیرہ

پڑھیں تو انکی نماز فاسد نہیں ہوتی منحۃ الخالق صفحہ ۳۵۲ رد المحتار ص ۱۴۷ میں بالفاظِ متقاربہ ہے فلو اتم المقیمون صلاتہم

معہ فسدت لانہ اقتداء المفترض بالمتنفل ظہیریۃ ای اذا قصدوا متابعتہ اما لو نووا مفارقتہ ووافقوہ صورۃ فلا فساد

افادہ الخیر الرملی یعنی امام مسافر کی اقتداء میں مقیم نماز پڑھ رہے تھے اور امام نے پوری چار رکعتیں پڑھیں اور

مقیموں نے بھی اسی کے ساتھ چار پڑھیں تو انکی نماز فاسد ہو گئی کہ پچھلی دو رکعتیں انکی فرض ہیں اور امام کی نفل اور

نفل پڑھنے والے کی اقتداء فرض پڑھنے والا نہیں کر سکتا یہ اسوقت ہے کہ امام کی متابعت کا قصد کر کے

پڑھیں مگر جب نیتِ جدائی امام کر لیں اور ظاہر میں اسکی موافقت میں پڑھتے رہیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی

اسکا افادہ خیر الدین رملی نے کیا ہے منحۃ الخالق میں یہ مستزاد کیا کہ اذ لا مانع من صحۃ مفارقتہ بعد اتمام فرضہ

واتصال النفل منہ بصلوتہ لا یمنعہا بلا شبہۃ یعنی جب امام نے اپنے فرض پورے کر لئے تو اس سے مقیم مقتدیوں کی

مفارقت کی صحت سے کوئی مانع نہیں ہے اور امام کی نفلی نماز کا فرضی نماز کیساتھ ملجانا مفارقتِ مقتدی

مقیم کو نہیں روک سکتا تو معلوم ہوا کہ شبہۂ ظاہری کا کوئی اعتبار نہیں تو امس و شمس کیطرح واضح ہوا کہ اس مبلغ

کی صورتِ مذکورہ میں مقتدی کی نماز جائز ہوتی ہے جبکہ اجابت کا قصد نہ کرے اور فاسد نہیں ہوتی اور شامی فسادِ نماز

کے قائل نہیں بلکہ محض ناقل ہیں جو وضاحت سے اسکا رد بھی فرما گئے تو مانعین حضرات کا شامی شامی فرمانا اور

انکے حوالہ سے حکمِ فساد لگانا محض تعجب انگیز ہی نہیں بلکہ حیرت افزا بھی ہے کہ رادِ ناقل کو قائل بنا کر دلائل صریحہ

سے اغماض فرماتے ہوئے تفسیق و تضلیلِ مسلمین اور فرضیت و حرمت کے فرامین جاری فرما رہے ہیں ایسی جہل

آلگاری و شانِ انکاری زیادہ نہ سہی تو شامی ہی کی تو پوری سننی تھی اور جب انکے اس جزئیۂ اصلی و مقیس علیہ (جسکو جزئیۂ

صریحہ مکبر الصوت سمجھ رہے ہیں) کی یہ حالت تو مسئلہ لاؤڈ سپیکر جو فرع و مقیس ہے اسمیں کہاں یہ تاب و توان کہ فساد

کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لہذا اجابت فعلیہ ہی رہ گئی اسکا مفسد نہ ہونا بیان کر دیا پھر ہذا اذا تعلق بتکبیرۃ الاحرام فرماتے ہوئے اس تعلق کو دوبارہ مانع

فرما دیا ہے یہ حکم حالتِ اول کیساتھ خاص ہے جیسے "ہذہ الحالۃ" کا تقاضہ ہے پھر جب اجابت فعلیہ حدِ کثرت کو پہنچ گئی تو عملِ کثیر بایں کی وجہ سے نماز فاسد

ہو جائیگی اور اجابت قولیہ کے افساد کی نوبت ہی نہیں آئیگی اور اگر پہلے قصداً اجابت نہ ہو اور رکوع وغیرہ کی کوئی تکبیر نیتِ اجابت سے کہدے تو نماز فوراً اب ٹوٹ جائیگی

کہ اجابت قولیہ کلام الناس ہے اور قلیل و کثیر مفسد ہے مگر یہ دو صورتیں کثرتِ اجابت فعلیہ اور مطلق اجابت قولیہ مبلغ داخل فی الصلوٰۃ بلکہ خود امام کے متعلق

و بطلان ثابت کر سکے رہا حضرات مانعین کا یہ فرمانا کہ استعمال لاؤڈ سپیکر میں تلقن من الخارج یعنی ادائیگی افعالِ
نماز میں اس سے استفادہ جو نماز میں شریک نہیں پایا جاتا ہے اور یہ بھی مفسد ہے تو یہ فرمانا بھی مفید فساد نہیں کہ
دلائلِ قاہرہ سے ثابت ہو چکا کہ لاؤڈ سپیکر سے سنی گئی آواز حکماً امام ہی کی آواز ہے تو یہ استفادہ من الخارج نہ
ہوا بلکہ استفادہ من الامام بنا جو قطعاً مفسد نماز نہیں فبطل حکم الفساد بل اتضح الجواز اور اگر بالفرض استفادہ من الخارج
ہی مانئے تو پھر بھی مفسد نہیں کہ روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا کہ ادائیگی افعال نماز میں استفادہ من الخارج مفسد نہیں
اور نہ ہی اسکو تلقن کہا جاتا ہے تعجب در تعجب دامن گیر ہے کہ وہ حضرات باآں ہمہ علم و فضل و ادعائے احتیاط ایسے واضح
و بیّن مسائل و اصطلاحات میں اشتباہ سے محفوظ نہ رہ سکے تلقن کا تعلق افعال سے ہے ہی نہیں بلکہ مختص بالکلام ہے
مغرب و صراح و منجد وغیرہ میں ہے والتلقن من المغرب تلقن الکلام من فلان وتلقنہ اخذہ من لفظہ وفہمہ جس کا حاصل یہ کہ
کسی کے تلفظ کلام سے کلام کا لینا اور سمجھنا تلقن ہے اور فقہائے کرام نے بھی اسکے جتنے جزئیات ذکر فرمائے سب مختص
بالکلام ہی ہیں اور وہی لغوی معنی اخذ و فہم کلام من لفظ غیر بھی ان سب میں پایا جاتا ہے کما لا یخفی علی من طالع کتب القوم
بلکہ اس میں ایک اور قید کا بھی اضافہ فرمایا ہے کہ اخذ و فہم من الغیر کے بعد اس کلام کو بول بھی دے ورنہ مفسد نہیں
کہ نمازی کے کان بالکل کھلے رہتے ہیں اور آنکھوں کی طرح یہاں سترہ بھی مفید نہیں کہ ہر طرف سے سن لیتے ہیں اور
آوازیں تو عموماً آتی ہی رہتی ہیں تو تلقن لغوی بمعنی اخذ و فہم کلام من الغیر سے نمازی کا بچنا باعث حرج ہے اور حرج
مدفوع ہے کہ ما جعل اللہ فی الدین من حرج پ ۱۷ ع غرضیکہ فقہائے کرام کی اصطلاح میں تلقن المصلی من الغیر اسوقت
صادق ہوتا ہے جب نمازی اپنے غیر سے ایسی کلام اخذ و فہم کرتے ہوئے بول دے جو اسے یاد نہ ہو عنایہ شرح الہدایہ ص ۳۰۵ ج ۱

میں ہے کہ التلقن من غیرہ فی تحصیل ما لیس بحاصل عندہ فتح القدیر صفحہ ۲۵۱ میں ہے لم یفسد المتلقن المتقن بقول ما تلقنہ
حتی کہ اگر خود اسے یاد ہے اور غیر سے سمجھے بغیر بول سکتا ہے مگر اس صورت میں غیر سے بھی سن لے اور بول دے تو نماز فاسد
نہیں ہوتی کہ یہ تلقن مذکور نہیں اور اسکا ثبوت مسائل و تعلیلاتِ فقہیہ سے بھی صراحۃً ثابت ہے در المختار شامی صفحہ ۴۸۳ ج ۱

بقیہ صفحہ ۲۳ — بھی پائی جائیں تو نماز پھر بھی فاسد ہو جاتی ہے کہ عمل کثیر یا کلام الناس پائے گئے جو مفسد ہیں اسمیں داخل فی الصلوٰۃ اور خارج من الصلوٰۃ کا کوئی
فرق نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ جزئیہ بالکل ہی غیر ضروری تھا اور محض بے سود ہے ۱۲ منہ ... [illegible]

عالمگیری صفحہ ۱۰۳ ج ۱ نور الایضاح مراقی الفلاح - حاشیۃ الطحطاوی صفحہ ۲۳۳ فتح القدیر صفحہ ج ۱ بحر الرائق - منحۃ الخالق صفحہ ۵۲ ج ۱
میں ہے کہ نمازی جب قرآن کریم دیکھ کر پڑھے تو اسکی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اور فساد کی وجہ صحیح یہ ہے کہ
یہ تلقن من الغیر ہے مگر حافظ ہو تو اسکی نماز فاسد نہیں ہوتی بحر الرائق کے کلمات متعلقہ یہ ہیں قال الرازی قولہ
ابی حنیفۃ محمول علی من لم یحفظ القرآن ولا یمکنہ ان یقرأ الا من مصحف کاما الحافظ فلا تفسد صلاتہ فی قولہم جمیعا
وتبعہ علی ذلک السرخسی فی جامعہ الصغیر علی ما فی النہایۃ وابو نصر الصفار علی ما فی الذخیرۃ معللا بان ہذہ القراءۃ
صفحہ ۱۲۵
مضافۃ الی حفظہ لا الی تلقنہ من المصحف وجزم بہ فی فتح القدیر والنہایۃ والتبیین وھو اوجہ کما لا یخفی نیز فتح القدیر
بحر الرائق ج ۱ نور الایضاح لطحطاوی صفحہ ۲۱ میں ہے کہ نمازی قرآن کریم لکھا ہوا دیکھ کر سمجھ لے اور زبان سے نہ
پڑھے تو نماز نہیں ٹوٹتی اور یہ کہنا کہ ٹوٹ جاتی ہے کہ یہ تلقن ہے غلط ہے کہ مفسد وہی تلقن ہے جو حافظ کے
بولنے کیساتھ ملا ہوا ہو جو یہاں نہیں والتعلیم ہو۔ الفتح تحت قول الہدایۃ "ولو نظر الی مکتوب. فہمہ فالصحیح انہ لا تفسد
صلاتہ بالاجماع" احتراز عن قول من قال ان کان مستفہما فسدت علی قول محمد (الی ان قال) وقولہم لانہ تلقن غلط اذ المفسد
التلقن الحقیقی بقول ما لقنہ وھو منتف تو صاف صاف ثابت ہوگیا کہ لاؤڈ سپیکر سے استفادہ کرتے ہوئے انتقالات
امام سے مطلع ہوکر اداء مختلف افعال نماز کی صورت میں تلقن نہیں پایا جاتا تو فساد نماز بھی نہیں پایا جائیگا اور اگر کسی
صاحب کو یہ خیال دامن گیر ہو کہ لاؤڈ سپیکر سے تکبیرات امام سنکر تکبیرات کا کہنا تو ضرور تلقن من الخارج ہے کہ
کلام کا غیر سے سنکر بولنا پایا گیا تو معروض کہ شبہہ غیریت کا رد تو کئی مرتبہ ہوچکا تو اس شبہہ کا سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا اور اگر بالفرض غیریت ہو بھی تب بھی یہ شبہہ نقصان دہ نہیں کہ غلط ہے تلقن تب بنتا جب مقتدی کو وہ
تکبیرات یاد نہ ہوتیں لاؤڈ سپیکر سے سنکر اخذ ہم کرتے ہوئے ادا کرتا کما مر من تعریف التلقن وتصریحات الفقہاء
وقرائۃ الحافظ من المصحف بلکہ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امام پر قراءت مشتبہ ہوگئی تو اُسے اُسنے لقمہ

سے فتح القدیر صفحہ ۳ ج ۱ میں ہے وتحقیقہ انہ قیاس قراءۃ ما تعلمہ فی الصلوۃ من غیر معلم حی علیہا من معلم حی بجامع انہ تلقن من خارج وہو المناط فی الاصل
فقط فان فعل الخارج لا اثر لہ فی الفساد بل المؤثر فعل من فی الصلوۃ ولیس منہ الا التلقن ۱۲

دیا جو اسکی نماز میں شریک نہیں اور اُسے خود بھی یاد آگیا تو اگر لقمے پورے ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کردے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کہ تلقن نہیں پایا گیا اور اگر لقمے پورے ہونے کے پیچھے پڑھنا شروع کیا تو نماز ٹوٹ جاتی ہے بحر الرائق ص ج عالمگیری ص۹۹ ج۱ ردالمختار. شامی ص۸۵ ج۲ ص۵۸۲ ج۱ میں ہے والنظم من الهندية ارتج

على الامام ففتح عليه من ليس فى صلوته وتذكر فان اخذ فى التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد والا تفسد لان تذكره مضاف الى الفتح بہرحال اپنے آپ امام کو یاد آجائے تو نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر لقمہ دینے والے سے سنکر یاد کرے اور پڑھے تو نماز ٹوٹ جائیگی شامی فرماتے ہیں قلت والذى ينبغى ان يقال ان حصل التذكر بسبب

الفتح تفسد مطلقا اى سواء شرع فى التلاوة قبل تمام الفتح او بعده لوجود التعلم وان حصل تذكره من نفسه لا بسبب الفتح لا تفسد مطلقا اقول ولا اختلاف بينه وبين ما مر بحسب المعنى كما لا يخفى تو اس سے ثابت ہوا کہ جب خود بخود یاد آجائے مگر لقمہ پورا ہونے کے بعد پڑھنا شروع کرے تو نماز پھر بھی نہیں ٹوٹنے گی حالانکہ امام کا بھولنا اور پھر لقمے پورے ہونے تک چپ چاپ رہنے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ لقمہ دینے والے سے ہی اخذ و فہم کرتا ہوا پڑھ رہا ہے. مگر اس کا بھی اعتبار نہیں کیا گیا کہ امور دیانت میں واقعات کا اعتبار ہوتا ہے اگرچہ ظاہر کے خلاف ہوں اور ظاہر کا اعتبار ان امور میں ہی ضروری ہے جو متعلق بالقضا ہوں ردالمحتار اور منحۃ الخالق میں ہے والنظم من المنحة وكون الظاهر انه اخذ الفتح فيضاف اليه لا يعود لذ مع ما فى نفس الامر لان ذلك من الديانات لا من الامور الراجعة الى القضاء حتى يعتبر الظاهر ويدل عليه ما من انه لو فتح على غير امامه قاصدا القراءة لا التعليم لا تفسد

عند الكل ومن انه لو سمع الاذان فقال مثل ما يقول المؤذن تفسد ان اراد الجواب والا فلا ونحو ذلك مما اعتبر فيه ما فى نفس الامر لا الظاهر المتبادر اور تکبیرات مقتدی کو خوب یاد ہوتی ہیں انکے متعلق کوئی ادنی فہم والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ لاؤڈ سپیکر سے نہ سنے تو نہیں پڑھ سکتا اور مقتدی کا لاؤڈ سپیکر سے سمع اللہ لمن حمدہ سنکر ربنا لک الحمد کہنا ادنا واضح کرتا ہے کہ مقتدی لاؤڈ سپیکر سے سیکھ کر نہیں کہتا بہرحال تلقن من الخارج والا سوال بھی حقائق پر مبنی نہیں بلکہ سراسر خلاف

ہونے کے باعث باطل ہے۔ با جہر مفرط کا مفسد ہونا تو اسکی کیا دلیل کس نے فرمایا کہ مفسد ہے البتہ حضرت ابن
ہمام علیہ الرحمۃ نے فتح القدیر ص۲۲ ج۱ میں اپنے زمانے کے مبلغین و مکبرین کے مبالغہ خصوصی رفع اصوات کا ذکر
کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں نے ان شہروں میں بخصوصِ رفع اصوات کا دستور بنا لیا ہے اُسکا مفسد ہونا بعید نہیں
کہ وہ رفع غالباً ہمزۂ اللہ یا اکبر یا اسکی با کی مد پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ مد مفسد ہے اور اگر مشتمل نہ ہو تو اسلئے اسکا
مفسد ہونا بعید نہیں کہ وہ ضرورت ابلاغ سے بڑھتے ہوئے چیخنے میں مبالغہ کرتے ہیں اور ایسے ہی نغموں کے سنوارنے
کیساتھ مشغول ہونے میں مبالغہ کرتے ہیں صناعت نغمیہ کے ظاہر کرنیکیلئے نہ عبادت کے قائم کرینگے۔ اور چیخنا اُس
کلام کیساتھ ملحق ہے جسکا مبدا ان وہ چیخنا ہے (یعنی چیخنے کے ضمن میں جو کلام ملاحظہ غرض سے سمجھی جاتی ہے) اور قریب
ہے کہ ما یفسد الصلوٰۃ کے باب میں آئیگا کہ بیشک نمازی جسوقت بلند ہو رونا اسکا بہشت اور دوزخ کی آگ کی یاد سے
تو نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر ایسی مصیبت کے سبب جو اُسے پہنچ چکی ہے بلند آواز سے روئے تو فاسد ہو جاتی ہے یا اسلئے
کہ وہ اونچا رونا پہلی صورت میں بہشت کے مانگنے اور دوزخ سے پناہ طلب کرنیکے درپے ہونا دعا کرنا ہے اگرچہ کہا جاتا
ہے کہ بیشک اس ارتفاع بکاء سے مراد وہ ہے جسوقت اسکے ساتھ حروف حاصل ہوں اور اگر اس دعا کے ساتھ تصریح
کردے تو نماز نہیں فاسد ہوتی اور دوسری صورت میں اونچا رونا اس مصیبت کے ظاہر کرنیکے لئے ہے اور اگر اس مصیبت
کی تصریح کرتے ہوئے کہدے وامصیبتاہ (ہائے مصیبت) یا ادرکونی (مجھے بچالو) تو یہ قول نماز فاسد کر دیتا ہے تو
وہ ارتفاع بکا، جس سے یہ قول سمجھا جاتا ہے، اسکے مرتبہ میں ہے (یعنی فاسد کر دیتا ہے) اور اس جگہ معلوم ہے
کہ بیشک قصد اُسکا (یعنی ایسے مبلغ کا جو رفع خصوصی کا ارتکاب کرتا ہے) لوگوں کو اسکے ساتھ خوش کرنا یا تعجب دلانا
ہے اور اگر صاف کہدے میرے آواز کے اچھے ہونے اور اسمیں میرے حسن ادا سے تعجب کرو (تو نماز فاسد کرنیوالا ہے) اور حرفوں کا حاصل ہو
جانا اس راگ کیساتھ پڑھنے سے لازم ہو جاتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ یہ بات صادر ہو اس سے جو نماز اور عبارت کا
معنی سمجھتا ہے اما خصوص ہذا الذی تعارفوہ فی ہذہ البلاد فلا یبعد انہ مفسد فانہ غالباً یشتمل علی مد ہمزۃ اللہ او اکبر او بائہ

وذلك مفسد وان لم يشتمل فلا لانهم يبالغون فی الصياح زيادة على حاجة الابلاغ والاشتغال بتحريرات

النغم اظهار الصناعة النغمية لا اقامة للعبادة والصياح ملحق بالكلام الذی بساطه ذلك الصياح

وسياتی فی باب ما يفسد الصلوة انه اذا ارتفع بكاؤه من ذكر الجنة والنار لا تفسد والمصيبة بلغته تفسد

لانه فی الاول تعرض لسؤال الجنة والتعوذ من النار وان كان يقال ان المراد اذا حصل به الحروف ولو صرح

به لا تفسد وفی الثانی لاظهار الوجع ولو صرح به لقال وامصيبتاه او ادركونی افسد فهو بمنزلته وهنا معلوم ان قصده اعجاب

الناس به ولو قال اعجبوا من حسن صوتی وتحريری فيه افسد وحصول الحروف لازم من التلحين لا ارى ذلك يصدر ممن فهم معنى الصلوة والعبادة

اور حضرت کے اس بیان کو بہت سے متاخرین نے پسند فرمایا اور حموی علیہ الرحمۃ کے سوا کسی نے بھی اسپر

اعتراض نہیں کیا کما قال الشامی رد المحتار [illegible] ومنحة الخالق [illegible] وتنبیہ ذوی الافہام [illegible] اور شامی علیہ الرحمۃ

نے اپنی انہیں تینوں کتابوں میں حموی کے اس اعتراض کو رد کرتے ہوئے بالفاظ متقاربہ فرمایا والنظم من التنبيه اما ما ذكره من النظر فساقط

لان المحقق لم يجعل مبنى الفساد مجرد الرفع الملحق بالصياح المشتمل على النغم مع قصده اظهار ذلك والاعراض عن

اقامة العبادة فقول المحقق والصياح ملحق بالكلام اى الصياح المشتمل على ما ذكرنا بدليل سوابق الكلام

ولواحقه وبدليل قوله وهنا معلوم ان قصده اعجاب الناس به الى آخره فلا اعجاب فی مجرد

الصياح الخالی عما ذكر فتعين ما قلنا ۔ الخ — اسکا حاصل وہی جو کلام محقق علیہ الرحمۃ کا محصل ہے کہ مبنی فساد

کا نرا رفع صوت نہیں بلکہ زیادہ ہونا ایسے رفع صوت کا چیخ چیخ کے ساتھ ملجائے اور بھی اُسوقت مبنی فساد کا

ہوگا کہ سُروں اور راگوں پر مشتمل ہو جنکے اظہار کا ارادہ اور عبادت کے قائم کرنے سے منہ پھیرنا ہو اور نرا

چیخنا جو اس قصد و اعتراض اور نغموں سے خالی ہو مراد نہیں ہے اور امس و شمس کیطرح واضح کہ یہ شرائطِ

بنائے فساد لاؤڈ سپیکر کیصورت میں نہیں پائے جاتے ہاں اگر کوئی کور باطن امام لاؤڈ سپیکر کو استعمال

کرتے ہوئے نغمے اور سُروں اس ارادہ سے شروع کردے کہ لوگوں کا دل لبھائے اور اپنی طرف متوجہ کرے

اور عبادت کے قائم کرنے سے منہ پھیر دے تو مبنائے فساد بن جائیگا مگر یہ حکم ایسے امام کی ان حرکاتِ ناشائستہ
کیساتھ ہی مخصوص رہیگا لاؤڈ سپیکر کا یہ استعمال جزوی حرام ہاور مفسد نماز بن جائے جیسے مبلغین کہ حضرت (ہوگا نہ یہ کہ کلی طور پر حرام)
ابن ہمام اور بہت سے محققین انکی حرکاتِ ناشائستہ کا شکوہ کرتے ہوئے مبنائے فساد قرار دیتے ہیں اور
فرماتے ہیں کہ یہ حرکات انکا دستور و رواج بن گئی ہیں بلکہ شامی علیہ الرحمۃ تو رسائل کے ص۱۰۹ میں
فرماتے ہیں کہ انکی یہ حرکاتِ بد ایک تھوڑا سا حصہ ہیں انکی ان بہت زیادہ حرکات قبیحہ سے جنکا کرنا عین نماز
میں دستور بنا چکے ہیں فرماتے ہیں وہذا الذی ذکرناہ من المنکرات التی یفعلہ المبلغون نبذۃ من قبائحہم التی
تعارفوھا فی نفس الصلوٰۃ تو ان مبلغین کی یہ حرکاتِ بد انہیں مبلغین کیساتھ ہی مخصوص ہیں جو ان کا ارتکاب کرتے
ہیں نہ کہ کلی طور پر استفادہ من المبلغین حرام اور باعث فساد نماز بن جائے بہر حال مطلق جہر مفرط کو تو کسی
نے مفسد بلکہ مبنائے فساد بھی نہیں فرمایا اور جس جہر مخصوص کو مبنائے فساد قرار دیا ہے وہ لاؤڈ سپیکر کی صورت
میں لازم ہی نہیں اور اگر بالفرض لازم ہوتا تو پھر بھی مبنائے فساد اور مفسد میں بڑا فرق ہے مفسد میں فاسد کرنیکا
حتمی حکم ہوتا ہے جو مبنائے فساد میں مفقود ہے شامی رسائل کے ص۱۰۹ میں فرماتے ہیں انہ لم یجزم بالفساد بل
قال لایبعد انہ مفسد بعید نہ ہونا پائے جانے کی دلیل نہیں قرآن کریم میں آیا وما ھی من الظالمین ببعید پ۱۲ ع یعنی وہ
پتھر (جو قوم لوط پر برسے تھے) ان ظالموں (اہل مکہ) سے دور نہیں حالانکہ وہ اہل مکہ پر برسے نہیں تھے تو ان حضرات
کا مدعا مفسد ہونا ثابت نہ ہوا البتہ فقہائے کرام نے اسے اساءت فرمایا ہے بحر الرائق ج۱ ص۳۲۴ شامی ص۵۱۰
میں ہے والنظم من البحر فی السراج الامام اذا جہر فوق حاجۃ الناس فقد اساء اور اساءت مکروہ تحریمہ سے نیچے
ہے ردالمحتار والنظم للشامی ھی دون المکروہ تحریما وفوق المکروہ تنزیہا مگر ظاہر یہ ہے کہ اساءۃ بھی اس صورت
میں ہے کہ امام بلا واسطہ زیادہ جہر کرے جو باعث کوفت نفس امام ہے بحر الرائق ج۱ ص۳۰۴ میں ہے ولا یجہد الامام
نفسہ بالجہر اور اس افراط جہر بواسطۂ گنبد وغیرہ کو (جبکہ امام حد اعتدال پر پڑھ رہا ہو) کسی نے اساءۃ نہیں فرمایا

بلکہ بلا انکار ایسے مکانوں میں نماز باجماعت ادا کرنا اگرچہ بوجہ صدا جہر مفرط پیدا ہو جائے مسلمانوں میں رائج چلا آرہا ہے جو بزبردست دلیلِ انعدامِ اسائت ہے بفضلہ و کرمہ تعالیٰ حق نہایت ہی واضح ہو گیا کہ استعمال مکبر الصوت صورتِ امامت مزاولہ میں نہ حرام ہے اور نہ ہی ممنوع و ناروا بلکہ بلا شک و شبہ جائز ہے اور چونکہ اتمام نماز کیلئے مفید ہے تو مستحسن ہوا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

# سوال دوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں صورت کہ اگر بوقت امامت امام کے نزدیک لاؤڈ سپیکر اسلئے نصب کر دیا جائے کہ دور والے مقتدی جو بلا واسطہ امام کی آواز نہیں سن سکتے اس آلہ کے ذریعہ سنکر انتقالاتِ امام کے وقت امام کی پیروی کر سکیں تو یہ جائز و درست ہے یا ناجائز و نادرست و بعض علماء حرام و ناروا کا فتویٰ دیتے ہوئے اعادۂ نماز ضروری قرار دیتے ہیں اور بعض اعادۂ نماز ضروری نہیں جانتے مگر استعمالِ مذکور ناروا بتاتے ہیں کہ اسمیں کئی مفاسد ہیں علا نماز عبادت مقصودہ ہے اسکا طریقۂ مسنونہ مبلغ کے قائم کرنے پر قائم رہنا ہی بہتر ہے ایسے آلات کے استعمال سے علیحدہ رکھی جائے جیسے حج عبادت مقصودہ ہے تو طواف پیادہ کرنے کی بجائے ہوائی جہاز پر نہیں کر سکتے ہاں حج کے متعلقہ اعمال و افعال کچھ ایسے بھی ہیں جو عبادت مقصودہ نہیں بلکہ محض ذریعۂ عبادت ہونیکی وجہ سے عبادت سمجھے جاتے ہیں مثلاً حج کیلئے روپیہ جمع کرنا حج بکنگ آفس میں جانا وہاں کی ہدایات و شرائط کو پورا کرنا پھر ہوائی یا بحری جہاز پر سوار ہونا جدہ پہنچنا پھر وہاں سے بذریعہ لاری یا کار مکہ مکرمہ میں داخل ہونا پھر کار سوار ہو کر عرفات کا جانا آنا یہ سارے کام عبادات ہیں مگر عبادات مقصودہ نہیں انکے متعلق شریعت میں بڑی وسعت ہے انکا کوئی

خاص طریقہ یا خاص وضع مقرر نہیں یہ نہ کہا جائیگا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقہ سوار ہو کر حج فرمایا اور جو صحابہ کرام ساتھ تھے اونٹ۔ گھوڑے وغیرہ جانوروں پر سوار تھے یا پیادہ تھے بلکہ قرآن کریم میں بھی بالتخصیص پیادہ یا شتر سواروں کی تصریح ہے تو ہوائی یا بحری جہاز وغیرہ کی سواری ناجائز و گناہ ہے بلکہ یہی کہا جائیگا کہ یہ سب ذریعے ہیں ان میں کمی بیشی یا تغیر و تبدل گناہ جرم نہیں اور نہ ہی بدعت کہا جائیگا جبکہ کسی خاص شرعی حکم سے حرام نہ ہو بلکہ نماز کے افعال متعلقہ جو عبادت مقصودہ نہیں بلکہ تکمیل نماز کا ذریعہ ہونے کے سبب عبادت ہیں ان میں بھی تغیر و تبدل ناجائز و گناہ نہیں جبکہ اصل مقصود جو نماز ہے پوری ہو جائے ذریعہ بدلنے میں کوئی حرج نہیں مثلاً نماز میں ستر عورت ضروری ہے تو کپڑے کی بجائے چام لپیٹ لے تو جائز ہے الی غیر ذلک من النظائر ع۱ بسا اوقات یہ آلہ فیل ہو جاتا ہے تو احتمال قوی ہوتا کہ بہت سے نمازیوں کی نمازیں برباد ہو جائیں ع۲ نماز میں خشوع نہایت ضروری بلکہ روح نماز ہے جب امام کو یہ خیال رہے کہ آواز میکروفون پر پہنچ رہی ہے یا نہیں تو خشوع نہ رہیگا ع۳ ایک بڑی بات قابل غور ہے کہ عام اسلامی عبادات میں مساوات کی رعایت رکھی گئی ہے کہ امیر و غریب یکسانیت سے ادا کر سکیں مگر لاؤڈ سپیکر کا رواج ہو اور اسکو مستحسن سمجھا جائے تو غریب بیچارے نماز میں بھی امیر سے پیچھے رہ جائینگے اور عین نماز میں جہاں شاہ و گدا ایک صف میں کھڑے کرتے تھے امیر و غریب کی تفریق نظر آنے لگے گی کوئی مسجد امیر کہلائیگی کوئی غریب ع۵ ایک بڑا مفسدہ یہ بھی ہے کہ جب مسجدیں نزدیک نزدیک ہوں تو آوازیں ٹکرائیں گی اور بسا اوقات تکبیرات میں التباس پیش آئیگا ع۶ فقہاء کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب ائمہ مجتہدین یا علماء میں اختلاف ہو تو مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ خروج عن الخلاف کی کوشش کیجائے اور بہت سے علماء کی تحقیق اور فتویٰ یہ ہے کہ یہ آواز اصلی آواز امام نہیں اسکی اتباع مفسد نماز ہونا ضروری ہے اور ان مفاسد کیوجہ سے اس آلہ کا استعمال مذکور نادرست ہے حالانکہ وہ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آواز امام ہی کی اصلی آواز ہے

بینوا ماجورین من رب العلمین السائل ابوالفیض نوری مسجد ماہی والی منٹگمری ؎ یاتوک رجالاً و علیٰ کل ضامر سورۃ الحج ۱۲

## الجواب - اللّٰھم اجعل لی النور والصواب

بلاشک وشبہ وریب جائز ہے کہ بہ ذریعہ ٹیپ استماعِ تکبیراتِ امام واتباع کا حالانکہ بہترین اقوال کا سنکر اتباع
کرنا حرام وسببِ عذاب نہیں بلکہ ایسا مطلوبِ شرعی ہے جو بشاراتِ ربانیہ کا موجب اور ہدایت وعقل مندی کی
دلیل ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ
واولئک ھم اولوا الالباب (سورۃ الزمر) اسکا عموم واطلاق استماع بالذریعہ کو بھی شامل ہے حالانکہ اطلاق وعموم شرعاً
معتبر ہے خصوصِ سبب اور خبرِ واحد وقیاس سے علی الاطلاق تخصیص جائز نہیں بلکہ قرآن کریم سے بالخصوص
کسی غیر مختار ذریعہ سے سنکر اور سننے کے اعتبار وجواز کی تائید ہوتی ہے ارشاد ہے فلما اتاھا نودی من شاطئ الواد
الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین (سورۃ القصص) حالانکہ ہمارے انتفاع کیلئے ہزارہا
چیزیں پیدا فرمائیں اور آئندہ آرام وآسائش کی بیشمار اشیاء پیدا فرمانے کا وعدہ فرمایا ویخلق ما لا تعلمون (سورۃ النحل)
اور لاؤڈ سپیکر بھی یقیناً انہیں اشیاءِ موعودہ کا ایک فرد ہے جو ہمارے آرام وانتفاع کیلئے پیدا کیا گیا تو لامحالہ انتفاع
جائز حلال ہوگا جب تک کہ کسی خاص صورت میں باقاعدہ دلیلِ شرعی حرام نہ کردے اور چونکہ صورتِ مذکورہ میں
دلائلِ اربعہ شرعیہ میں سے کوئی دلیل بھی حرام نہیں کرتی تو حسب القاعدہ جواز لزوماً ثابت ہو گیا تو شبہ بہ لا ینعقد دلیلاً
کما ذکرنا فی ما مضی بتفصیل ما فانظر ثمہ اور یہ چھ مفاسدِ مذکورہ بھی حقیقۃً ایسے مفاسد نہیں جو استعمالِ آلہ کو مطلقاً
ناروا بنا سکیں علاوہ اس مفسدہ کی بنا صرف اس بات پر ہے کہ مبلغ کا قائم کرنا عبادتِ مقصودہ ہے یعنی اسکی مشروعیت
محض رضائے الہی کیلئے ہوئی ہے اسپر جو اثر وثمرہ دنیا میں ظاہر ہوتا ہے وہ مقصودِ اصلی نہیں بلکہ یہ خود ہی مقصود
ہے مگر یہ بات محض بے بنیاد اور پادر ہوا ہے مبلغ کا قائم کرنا عبادتِ مقصودہ ہوتا تو نماز کے دوسرے افعالِ مقصودہ
کیطرح ہر نماز میں قائم کیا جاتا سطحی اور سرسری نظر ہی فوری فیصلہ کر دیتی ہے کہ اسکا کھڑا کرنا صرف اسلئے ہے
کہ دور والے مقتدی اسکی تکبیریں سنکر اپنی نماز پوری کر لیں تو یہ ذریعہ بنا اسوجہ سے عبادتِ متصورہ ہوئی اگرچہ عبادتِ مقصودہ
نہیں تعجب ہے کہ مفتی صاحب نے نماز کے عبادتِ مقصودہ ہونے سے اسکا عبادتِ مقصودہ

ہونا ثابت کیا ہے حالانکہ خود فرماتے ہیں کہ حج نماز کیطرح عبادتِ مقصودہ ہے مگر حج کے تمام
افعال عبادتِ مقصودہ نہیں بلکہ بعض محض ذریعۂ عبادت ہونے کیوجہ سے عبادت سمجھے جاتے ہیں بلکہ خود ہی مانتے
ہیں کہ نماز کے افعالِ متعلقہ سارے عبادتِ مقصودہ نہیں بلکہ بعض تکمیل نماز کا ذریعہ ہونے کے سبب عبادت ہیں تو
معلوم ہوا کہ نماز کا عبادتِ مقصودہ ہونا اقامتِ مبلغ کے مقصود ہونیکو مستلزم نہیں اور واقعات بتاتے ہیں کہ
ذریعہ تکمیلِ نماز ہے تو خود مفتی صاحب کے ارشاد کے مطابق اس میں بھی تغیر جائز ہوگا ناجائز اور گناہ نہیں
ہوگا جبکہ اصل مقصود دور کے مقتدیوں کا مطلع ہو کر نماز پورا کر لینا ہے کسی ذریعہ سے پورا ہو جائے ذریعہ بدلنے
میں کوئی حرج نہیں اور چونکہ لاؤڈسپیکر بھی ایک ذریعہ اطلاع ہے تو اسکے استعمال میں بھی کوئی حرج اور گناہ نہیں ہوگا
بدعت نہیں ہوگا جیسے کپڑے کی بجائے چام پہن کر نماز پڑھ لے تو جائز ہے اونٹ گھوڑے کی بجائے جہاز اور
لاری سے حج میں حرج نہیں تیر و تلوار کے بدلے توپ اور ٹینکوں کا استعمال جہاد میں منع نہیں الیٰ غیر ذلک من
النظائر تو روزِ روشن کیطرح معلوم ہوا کہ یہ مفسدہ حقیقۃً مفسدہ نہیں تھا بلکہ ایک شبہ تھا جو حل ہوگیا پھر
جب مفتی صاحب کو تسلیم ہے کہ یہ آواز امام ہی کی اصل آواز ہے حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ امام کی آواز
پہنچ رہی ہو تو مبلغ قائم نہیں کیا جاتا تو صورت مذکورہ اقامتِ مبلغ کی صورت ہی نہ رہی تو مفسد کیسے بنا!
پھر اصولی طور پر بوقتِ ضرورت اقامتِ مبلغ مستحب و مندوب ہے۔ بدائع صنائع ج۱ شامی ج۱ ص۱۵۱
میں ہے۔ والمنظم الشامی ما لاولی ما فی التحریر ان ما واظب صلی اللہ علیہ وسلم علیہ مع ترک ما بلا عذر سنۃ وما لم یواظب
علیہ مندوب و مستحب اور مستحب و مندوب اقسام نفل سے ہے اور نفل سنت زائدہ سے بھی نیچے ہے شامی
ج۱ ص۶ میں ہے وانما کان دون سنۃ الزوائد کما صرح بہ فی التنقیح اور مستحب کا ترک کرنا حرام و ناروا نہیں بلکہ مکروہ
تنزیہی ہونا بھی لازم نہیں شامی ج۱ ص۱۱۵ میں بحر الرائق سے ہے ولا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہیۃ اذ لا بد لہا
من دلیل خاص شامی فرماتے ہیں وہذا ہو الظاہر الی ان قال) ولا یشکل ان ترکہا مکروہ تحریماً شامی ج۱ ص۴۴

طحطاوی علی المراقی میں ہے ۔ والنظم لہ اعلم ان التکبیر (وعنوه المناجحه) التبلیغ عند عدم الحاجة الیه

بان یبلغهم صوت الامام مکروه ؎ وفی السیرة الحلبیة اتفق الائمة الاربعة علی ان التبلیغ فی هذه الحالة

بدعة منکرة ای مکروهة واما عند الاحتیاج الیه بان کانت الجماعة لا یصل الیهم صوت الامام اما لضعفه او لکثرتهم فمستحب بہر نوع ثابت ہوا کہ یہ تمام کا مفسدہ عدم جواز ثابت نہیں کر سکتا ع۲ اس وجہ سے اگر یہ آلہ محل اعتراض اور قابل احتراز ہے تو مبلغین کا بسا اوقات مفسدہ مبطلہ نماز کا ارتکاب (کما صرح ابن الہمام والشامی وغیرہما باوجود ذلك کثیر امتعارفا فی البلاد) بھی اس اعتراض واحتراز کا سبب بنیگا حالانکہ بوقت احتیاط ان سے احتراز نہیں تو عجب اس آلہ کے متعلق قبل از نماز پوری احتیاط برتی جائے تو اس سے کیوں پرہیز کیا جائے؟

ع۳ امام کا یہ خیال اپنے مقتدیوں کی اصلاح نماز کیلئے ہو تو خشوع کیوں فوت ہوگا؟ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں صحابہ کرام کیطرف التفات نہیں فرمایا کرتے تھے؟ حالانکہ فرمایا صلوا کما رأیتمونی اصلی تو نماز کے اندر مقتدیوں کا خیال کرنا مسنون وماموربہ نہ کیا گیا اداءگی مسنون وماموربہ جو مطلوب شرعی ہے مخالف خشوع ہے؟ پھر محتاط امام اسکا کیوں انتظام نہ کریگا کہ آلہ تیز اور اعلیٰ ہو جو آواز پکڑ نہ جائے یا میکروفون دو ہوں بلکہ اسکی ضرورت بھی بہت ہی بڑے اجتماعات کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ نہ تجربہ گواہ اور مشاہدہ شاہد کہ کچھ نا کچھ آواز ضرور پکڑ لیتا ہے اور چونکہ اوائل واواخر رکوع وسجود حالات سکونیہ ہوتے ہیں تو سنا بھی جاتا ہے البتہ تکبیر تحریمہ کے وقت چونکہ تازہ بتازہ نمازیوں کی حاضری اور حاضرین کے یکایک قیام کی ابتدائیہ حالات وحرکات سکون سے دور رہتے ہیں تو زیادہ بلند آواز چاہیئے جو بوجہ مواجہت ہوا ہی کرتی ہے حاصل یہ کہ تخشوع حاصل کو آلہ زائل نہیں کرتا اور جب خشوع رہا تو آلہ ممنوع نہ رہا ع۴ یہ

---

سے رکوع وسجود میں جانے کے اوقات سے سر اٹھانے کے اوقات ۱۲

نام نہاد بڑی بات محض سطحی بات ہے یہ مساواتِ اصولیہ ایک ایک عبادت کے ایک ایک پہلو میں مختلف حیثیات کے مسلمانوں کیلئے یکسانیت و مساوات کا تقاضا ہی نہیں کرتی بلکہ ایسی مساوات تو ہے ہی محالات سے۔ کیا روزہ میں مقیم و مسافر۔ تندرست و بیمار۔ توانا و ناتواں۔ طاہرہ و حائض و نفساء مساوی ہیں؟ کون کہتا ہے کہ مالدار کیطرح نادار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے اور یہ بھی نہاں نہیں کہ تمام مالداروں پر ایک ہی معیّن مقدار لازم نہیں کیا حج سبھی پر فرض ہے؟ اور لباسِ احرام ایک ہی قسم کپڑے سے ایک ہی رنگ اور ایک ہی ماپ کی دو دو چادریں ضروری ہیں؟ اور سواری بھی مختلف قسم کی نہو؟ کیا مکی اور غیر مکی قران کر سکتے ہیں؟ پھر مختلفہ مواقیت میں یہ مساوات کہاں گیا تندرست و مریض کی نماز میں یہ مساوات موجود ہے؟ مقیم و مسافر کی نمازوں میں تو فرق ہے ہی نہیں؟ کیا طاہرہ کیطرح حائض و نفساء بھی نماز ادا کر سکتی ہیں؟ مدرک و مسبوق ولاحق کا ادا کرنا مساوی نہیں کیا نمازوں میں بالخصوص جمعہ اور عیدین میں جائز قسم کے لباس سے اچھے پہننے کی افضلیت خذوا زینتکم عند کل مسجد / سورۃ الاعراف / اور احادیث شریفہ و توارثِ و تعارفِ عامۃ المسلمین سے ثابت نہیں؟ اور جب یقیناً ثابت ہے تو اسمیں مساوات کیسے ہو سکے زینتِ مضافہ بوجہ اختلافِ حیثیاتِ مضاف الیہم ضرور مختلف ہے اور حدیث و فقہ کے احسن[*] ثیابہ میں بھی یہی اختلاف موجود پھر اجماع عملی امت اس عدم مساواتِ لباس کے مظاہرے ہر عید اور جمعہ بلکہ جمیع جماعات میں ہمیشہ کیا کرتا ہے۔ ہاں برقی روشنی اور پنکھوں میں بھی مساوات ضروری ہوتی اور عمارت مسجد میں بھی تفرقہ ممنوع ہوتا اور فروش وغیرہ میں برابری ہوتی کہ کوئی مسجد امیر اور کوئی غریب نہ کہلائے کیا جہاں لاؤڈ سپیکر استعمال ہو رہا ہو وہاں ایک ہی صف میں امیر و غریب کھڑے نہیں ہو سکتے؟ یہ واقعات کے سراسر خلاف ہے جب اچھے لباس میں برقی روشنی اور پنکھوں کے نیچے شاندار عمارات والی مساجد میں اچھی دریوں کے اوپر بلا کراہت و قباحت نماز جائز اور اہل اسلام کا معمول ہے تو لاؤڈ سپیکر بیچارے کا کیا قصور کہ اسکی

---

[*] احسن مضافِ ثیاب ہے اور ثیاب ضمیرِ مکلف کا مضاف ہے۔ جو عدم مساوات کی صاف دلیل ہے ۱۲ ″ ″ ″ ″

اجازت نہ ہو عنہ یہ بڑا مفسدہ محض جزوی ہے جس سے ممانعت کلیہ قطعاً ثابت نہیں ہو سکتی ورنہ مبلغین کی
ممانعت کلیہ بھی ثابت ہو جاتی کہ ان میں بکثرت ایسے پائے جاتے ہیں جو بڑے بڑے مفسدات مفسدہ کا ارتکاب
کر جاتے ہیں اور جب وہ کلی طور پہ متروک نہیں تو یہ کیوں متروک ہو گیا ایسی جذباتی باتوں سے جائز ناجائز ہو
سکتا ہے ع۲ اس قاعدۂ مسلمہ کا احتیاطی تقاضا قطعاً یہ نہیں کہ جو چیز ہمارے نزدیک جائز و روا ہو وہ بوجہ
اختلاف ناجائز و ناروا بن جائے بلکہ رعایت خلاف کیلئے نا کرنا صرف مندوب و مستحب ہے اور ندب و استحباب
کے مرتبے بھی قوت و ضعف دلیل مخالف کے لحاظ سے مختلف ہیں کما فی رد المحتار صفحہ جلد اول عن النہر اور مسئلہ زیر بحث میں
چونکہ دلائل مخالفین بالکل ہی عاری از قوت ہیں تو یہ ندب بھی برائے نام ہی ہو سکتا تھا بشرطیکہ یہ اختلاف ائمۂ
مجتہدین یا علماء اصحاب مذاہب کا اختلاف ہوتا اور اگر بالفرض علماء حاضرین کے اختلاف کا اعتبار ہوتا تو پھر بھی
بوجہ رعایت نہ کرنا وہی حکم رکھتا نہ یہ کہ ناروا ہو جانا بفضلہ و کرم تعالیٰ اظہر من الشمس ہوا کہ یہ چھ عدد مفاسد
مل کر بھی مطلقاً ناروا نہیں کر سکتے کہ اکثر تو مفاسد ہی نہیں اور جو ہیں جزوی ہیں جن سے حکم کلی عدم جواز ثابت نہیں ہو سکتا
ہی نہیں بلکہ اسمیں کئی فوائد بھی ہیں جن سے اختصاراً صرف چھ عدد ہی لکھے جاتے ہیں ع۱ دور والے مقتدی اسکے ذریعہ
قرأت امام سن لیتے ہیں اور استماع قرآن کریم سبب رحمت ہے ارشاد ہوا واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا
لعلکم ترحمون (سورۃ الاعراف) اور گو دور والوں کو آواز نہ پہنچنے کی صورت میں چپ رہنا ہی کافی ہے مگر کفایت کا یہ
معنی قطعاً نہیں کہ سماعت میں فائدہ ہی نہیں ورنہ جہر الامام لازم ہی نہ کیا جاتا اور فاستمعوا کا وجوبی امر بھی نہ آتا
ع۲ یہ ذریعہ زیادتی عبادت ہے کہ استماع قرآن کریم بہترین عبادت ہے ع۳ نماز میں خشوع نہایت ضروری بلکہ
روح و روان نماز ہے اور استماع قرآن کریم مفید خشوع ہے قرآن کریم نے فرمایا تقشعر منه جلود
الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودھم وقلوبہم الی ذکر اللہ (سورۃ الزمر)
ع۴ یہ ذریعہ حصول اطمینان قلوب ہے جو شرعاً بہت بڑا مطلوب ہے کہ اس سے استماع قرآن اور وہ

سببِ ذکر اللہ اور ذکر اللہ سببِ اطمینانِ قلوب ہے الذین آمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورۃ الرعد ع ۵) جب عند التحقیق یہ جائز ہے اور جائز کا کرنا تبلیغِ عملی جواز ہے اور جواز حکمِ شرعی ہے تو یہ استعمال تبلیغِ حکمِ شرعی بنگیا کما فی صلوٰۃ سیدنا جابر فی ثوب واحد مع وضع الثیاب علی المشجب بل صرحوا بوجوب فعل المکروہ تنزیہاً بیاناً للجواز علی الحبیب الاکبر صلی اللہ علیہ وسلم کما لا یخفی علی من رای حـ تکبیرات تحریمہ وانتقالیہ کا بلند آواز سے ادا کرنا کہ مقتدی سن لیں سنت ہے جو اصالۃً آواز امام سے ادا ہوتی ہے اور نیابۃً آواز مبلّغ سے حالانکہ یہ آلہ آوازِ امام پہنچاتا ہے تو ادائے سنتِ اصلیہ کا ذریعہ بنا حالانکہ ذریعہ سے فعل بدل نہیں جاتا بیت اللہ شریف کی زیارت مسنونہ بذریعہ عینک کرے تو کیا سنت ادا نہ ہوگی؟ جن چاندوں کا دیکھنا واجب ہے اگر عینک سے دیکھے تو کیا اعتبار نہیں ہوگا؟ عینک سے سحری وافطارِ روزہ یا پنجگانہ نماز کے اوقات دیکھے تو اعتبار کیوں نہ ہوگا؟ بہرحال مسئلہ امامتِ نماز باستفادۂ مکبر الصوت صاف ہوگیا کہ نماز جائز ہوگی اور یہ آلہ جائز بلکہ مستحسن ہے اور مبلّغ کا مستحسن یا مستحسن تر ہونا نقصان دہ نہیں کہ لا مزاحمۃ فی الاسباب حضرات علمائے کرام وفقہائے عظام کے حضور پُر زور معروض کہ مسئلہ زیرِ بحث کے متعلق براہِ کرم قیمتی آرائے عالیہ سے ضرور مطلع فرمائیں اور بصورتِ اختلاف دلائل تحقیقیہ شرعیہ ومذہبیہ کی روشنی میں راہنمائی کی سعی جمیل فرمائیں بفضلہ وکرمہ تعالیٰ مجھے قبولِ حق سے قطعاً عار نہیں اور اعترافِ خطا بھی دشوار نہیں ہاں محض لکیر کا فقیر بننا اور دلائلِ شرعیہ کے خلاف محض تخمینوں کے سامنے جھک جانا یا توہماتِ باطلہ واشتباہاتِ عاطلہ کا شکار ہو جانا میں کیا آپکی انصاف پسند نظریں بھی پسند نہیں فرماتیں خدارا اپنی بھاری ذمہ داری کا احساس فرمائیں اور حق خوب ظاہر و واضح کر دکھائیں واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

الفقیر ابو الخیر محمد نور اللہ النعیمی غفرلہٗ ۔۔۔ پندرہ شوال المکرم ۱۳۷۵ھ ۔۔۔

"تمام شد"

کاتب نذر محمد مدرسہ عربیہ فریدیہ بصیر

غلام احمد امام مسجد
اندرون نواں کوٹ۔ لاہور

اُردو پریس میکلوڈ روڈ لاہور سے چھپوا کر ابوالضیاء محمد باقر نوری ناشر نے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع
منٹگمری سے شائع کیا۔